انسانی اطاعت کی حدود

دہشت گرد کون؟

پاکستان کولاحق خطرات

ایک اور سازش

دل یا شکم؟

مسجد اقصیٰ پر صرف مسلمانوں کا حق ہے

چیچنیا میں اسلام اور مسلمان (II)

آرزو

گوشۂ اقبال

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

''جس بات کے ماننے میں اللہ کی نافرمانی ہو اس میں کسی بندے کی فرماں برداری نہ کرو۔'' (الحدیث)

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت ان تمام ماسواء اللہ اطاعتوں اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد وحرکامل کر دیا، جس کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے۔ اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس کی وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی۔ اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں، جتنی فرماں برداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم واعتراف ہے، صرف اسی وقت تک کے لیے ہے جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے اللہ کی بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے اللہ کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو۔ لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے تو پھر تمام طاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع، اور تمام دوستوں اور محبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم حاکم ہے، نہ بادشاہ بادشاہ، نہ باپ باپ ہے، نہ بھائی بھائی، سب کے آگے تمرد چاہیے۔ پہلے جس قدر فرماں برداری تھی، اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا، اتنا ہی اب غرور ہو، کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے۔ رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتہ کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی کا تھا اور یہ سب اطاعتیں اسی ایک کی اطاعت کے لیے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اُس سے انکار، اور ان کی وفاداری میں اُس سے بغاوت ہونے لگی تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا، اسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا اور جس کے ہاتھ نے ملایا تھا اُسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد

سورۃ الاعراف

(آیت:6)

الھدیٰ (342)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۶﴾

''تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم اُن سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔''

مسئولیت کے ضمن میں یہ بہت اہم آیت ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اس لیے بھیجتا ہے تاکہ قوم کو خبردار کرے۔ رسالت بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ اگر رسول اس میں کوتاہی کرے تو قوم سے پہلے اُس کی پکڑ ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے۔ آپ نے ایک اہم پیغام دے کر کسی آدمی کو بھیجا، کہ وہ آپ کے دوست کو کہے کہ یہ کام کل تک ضرور کرے ورنہ بہت نقصان ہوگا۔ ہوا یہ کہ دوست نے وہ کام نہیں کیا اور آپ کا بہت نقصان ہوگیا۔ چنانچہ آپ غصے سے آگ بگولا اپنے دوست کے پاس پہنچے اور کہا کہ تم نے میرے پیغام کے مطابق بروقت میرا کام نہیں کیا اور میرا سخت نقصان ہوگیا ہے۔ یہ سن کر اگر وہ یہ کہہ دے کہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میرے پاس تو آپ کا پیغام لے کر کوئی آیا ہی نہیں، تو اب آپ دوست پر ناراض نہیں ہوں گے، کیونکہ اس نے کوتاہی نہیں کی بلکہ آپ کا سارا غصہ اس پر آئے گا جس کو آپ نے پیغام دے کر بھیجا تھا۔ آپ اُس کا گریبان پکڑیں گے کہ اللہ کے بندے، اتنا اہم پیغام تھا تو نے نہیں پہنچایا، تم نے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا، میرا اتنا نقصان ہوگیا۔ اب اس نقصان کی ذمہ داری تم پر ہے، تم اس کی تلافی کرو۔ اسی طرح کا معاملہ ہے اللہ، رسول اور قوم کا۔ اللہ نے رسول کو پیغام بر بنا کر بھیجا۔ بالفرض اس پیغام کے پہنچانے میں رسول سے کوتاہی ہو جائے تو وہ جوابدہ ہوگا۔ ہاں اگر وہ پیغام پہنچا دے تو پھر وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہوا اور قصوروار قوم ہوئی۔ جان لیجیے، اسی طرح امتوں کا بھی محاسبہ ہونا ہے اور رسولوں کا بھی۔ اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ ہم ضرور پوچھیں گے ان سے بھی جن کی طرف سے رسول بھیجے گئے اور ضرور پوچھیں گے رسولوں سے بھی۔ امت سے یہ پوچھ ہوگی کہ میں نے تمہاری طرف اپنا رسول بھیجا تھا تاکہ وہ تمہیں میرا پیغام دے، تم نے اس پیغام کو کیوں قبول نہیں کیا۔ اور مرسلین سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے میرا پیغام پہنچایا یا نہیں۔

اس منظر کو ذہن میں لائیے کہ جب 23 برس کی محنت شاقہ کے نتیجے میں حضور ﷺ نے لوگوں پر اتمام حجت کر دیا، دین کو غالب کر دیا، تو حجۃ الوداع 10ھ کے خطبہ میں آپؐ نے بھرے مجمعے میں یہ اعلان فرمایا کہ لوگو، بتاؤ میں نے تمہیں پہنچا دیا کہ نہیں۔ اس پر پورے مجمعے کی طرف سے جواب آیا کہ ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے امانت کا حق ادا کر دیا (یعنی قرآن آپؐ کے پاس امانت تھی، آپؐ نے ہم تک پہنچا دی)، رسالت کا حق ادا کر دیا، ہماری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے گمراہی اور ضلالت کے اندھیروں کا پردہ چاک کر دیا۔ آپؐ نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور لوگوں نے اس کا جواب دیا۔ آپؐ نے تینوں دفعہ انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی **اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد**۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہ۔ اور پھر آپؐ نے فرمایا: **فلیبلغ الشاھدُ الغائب**۔ ''پس اب جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ یہ پیغام اُن لوگوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں''۔ میرے کندھے سے یہ بوجھ اتر کر اب تمہارے کندھوں پر آ گیا ہے۔ اگر میں صرف تمہاری طرف رسول ہوتا تو بات آج پوری ہوگئی تھی، مگر میں تو تمام انسانوں کے لیے رسول ہوں۔ لہٰذا میرے امتیوں اب تم نے اس ذمہ داری کو پورے کرتے رہنا ہے۔

یہی وہ گواہی ہے جو رسول قیامت کے دن دیں گے۔ پھر لوگ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ہمیں تو بتایا ہی نہیں گیا تھا۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بابرکت شادی؟

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُ مُؤْنَةً)) (رواہ بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نکاح بہت بابرکت ہے جس کا بار کم سے کم پڑے۔''

تشریح: ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مقصد صرف ایک حقیقت بیان کر دینا نہیں ہے، بلکہ اس میں اُمت کو ہدایت اور رہنمائی دی گئی ہے کہ شادیاں ہلکی پھلکی اور کم خرچ ہوا کریں، اور بشارت سنائی گئی ہے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری شادیوں میں بڑی برکتیں ہوں گی۔ آج ہم جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور خاص کر خانگی زندگی میں جو الجھنیں ہیں، ان کا بہت بڑا سبب یہی ہے کہ نکاح وشادی کے بارے میں حضور ﷺ کی ان ہدایات سے انحراف کر کے ہم آسمانی برکات اور خداوندی عنایات سے محروم ہوگئے ہیں۔

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17	9 تا 15 اکتوبر 2008ء 9 تا 15 شوال المکرم 1429ھ	شمارہ 40

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا----------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دہشت گرد کون؟

دہشت گردی اب پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ عیدالفطر سے دو روز قبل میریٹ ہوٹل میں خوفناک بم دھماکہ ہوا اور عید کے فوراً بعد چارسدہ میں عوامی نیشنل پارٹی کے صدر اسفندیار ولی خان کے گھر پر خودکش دھماکہ ہوا اور بعد ازاں بھکر میں قومی اسمبلی کے ایک رکن کے ڈیرہ پر خودکش دھماکہ ہوا۔ اِن وارداتوں میں درجنوں افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ ملکی اور غیر ملکی خبر رساں ایجنسیاں اِن تمام وارداتوں کو اسلام پسندوں کے سر تھوپ رہی ہیں، خصوصاً خودکش حملوں کے بارے میں یہ تاثر یقین کی حد تک قائم ہے کہ اسلام نافذ کرنے کے دعوے داروں کے سوا اور کوئی اس مجنونانہ فعل کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ ہم اِس رائے سے قطعی طور پر اتفاق نہیں کرتے۔ خودکش حملوں کا آغاز دوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں نے کیا۔ علاوہ ازیں ایک مدت سے سری لنکا میں حکومت مخالف عناصر فوج پر خودکش حملے کر رہے ہیں۔ اسلام کا اوّلین ماخذ یعنی اللہ کی کتاب قرآنِ مجید ایک انسان کے بلا عذرِ شرعی قتل کو انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ اور قرآنِ ناطق حضور انور ﷺ جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے، آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ کسی ملک کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے درختوں کو بھی دفاعی ضرورت کے بغیر کاٹنے سے منع فرمایا۔ البتہ حالتِ جنگ میں دشمن افواج پر یہ ہتھیار استعمال کرنے کی مفتیانِ دین نے اجازت دی ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا قتل جن کا جنگ سے کوئی تعلق یا واسطہ نہ ہو ظلمِ عظیم ہے اور کسی طور پر بھی اسلام جیسے فطری دین میں قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ ہم ہر سطح پر ایسے فعل کی مذمت کریں گے۔

البتہ ہم دانشوروں، این جی اوز اور انسانی ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے اُن تمام حضرات سے جو اِن وارداتوں کی گلا پھاڑ پھاڑ کر مذمت کرتے ہیں، یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ امریکی میزائلوں اور ہمارے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی اندھا دھند بمباری سے ہلاک ہونے والے بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کی ہلاکت پر اُن کی زبانیں گنگ کیوں ہو جاتی ہیں۔ میڈیا اُن کے تباہ شدہ مکانات اور بکھری ہوئی لاشیں کیوں نہیں دکھاتا۔ دانشور حضرات اِس بمباری کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار کیوں نہیں دیتے۔ ہیومن رائٹس کے اجارہ داروں کو سانپ کیوں سونگھ جاتا ہے۔ صرف اِس لیے کہ وہ مسلمان ہیں۔ صرف اس لیے کہ وہ غریب ہیں اور پسماندہ علاقے کے باسی ہیں۔ صرف اِس لیے کہ اُن کے رنگ کالے ہیں اور وہ ٹیڑھا منہ کر کے انگریزی نہیں بول سکتے۔ دکھ تو اِس بات کا ہے کہ یہ سب کچھ سیکولر طبقہ کے لوگ ہی نہیں بلکہ ہمارے ہاں کے لبرل اسلام کے مدعی چہرہ پر خشخشی داڑھی سجائے آگے بڑھ بڑھ کر خودکش حملوں کی ایسی تیسی تو کرتے ہیں لیکن امریکی حملوں میں بے گناہ لوگوں کی ہلاکت پر کچھ کہتے ہوئے شرما جاتے ہیں۔ قصہ مختصر ابھی تک یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ ہمارے ملک میں دہشت گردی کا ارتکاب کون کر رہا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق میریٹ ہوٹل میں بھارت کے ملوث ہونے کے ناقابلِ تردید ثبوت ملے ہیں۔ ہمارے دشمن ڈبل گیم کر رہے ہیں، ایک طرف دہشت گردی کی وارداتیں کروا رہے ہیں، دوسری طرف ہمیں Do More کے احکامات جاری کر کے عوام اور فوج میں تصادم کروانا چاہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے دشمن کی نشان دہی کرنے میں غلطی کر رہے ہیں یا پہچاننے کے باوجود خوف کے باعث اُس کا دشمن ہونا ظاہر نہیں کرتے۔ پھر یہ کہ دشمن کا اصل ہدف اور اُس کے حقیقی عزائم کو سمجھنے میں مکمل طور پر ناکام ہوئے ہیں۔ ہم ابھی تک اِس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے اور اِس میں ہماری مدد اور تعاون کا طالب ہے۔ عقل کے اندھوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگر یہ محض دہشت گردی ←

کے خلاف جنگ ہے تو ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کا ذکر اس میں کیوں آ جاتا ہے۔ اِس سے زیادہ احمقانہ بلکہ جاہلانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ پاکستان کا ایٹمی اسلحہ کہیں دہشت گردوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ ایٹمی اسلحہ کوئی غلیل نہیں ہوتی کہ سڑک کے کنارے پڑی مل جائے اور یہ بات وہ ہم سے بہتر جانتے ہیں لیکن ہم نے چونکہ اپنی حماقتوں سے انہیں بھیڑیے کا رول دے دیا ہے اور خود بکری کے بچے بن گئے ہیں، لہٰذا وہ روزانہ نئے سے نیا جھوٹ گھڑ لیتے ہیں اور ایک پلان کے تحت ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا اور عراق میں فوجیں اتارنے کے لئے جعلی خطوط کانگرس میں پیش کیے۔ اور اِن دونوں ممالک میں ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کیا۔ خدا را! سوچیے، کہیں امریکہ دہشت گردی کے عذر تراش کے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی فکر میں تو نہیں، اس لیے کہ وہ ریاستی دہشت گردی کا عادی ہو گیا ہے۔ ہم اِن سطور میں حکمرانوں کو بار بار متنبہ کر چکے ہیں کہ دہشت گردی کے حوالہ سے آپ پسپا ہوتے ہوتے دیوار سے بھی لگ جائیں گے تو پھر بھی Do More کی صدا آپ کے کان پھاڑتی رہے گی۔ تب آپ مکمل طور پر محصور ہو چکے ہوں گے اور آپ کے پاس ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ ابھی وقت ہے، خود کو اِس دہشت گردی کی جنگ سے الگ کر لیں۔ اگرچہ اُن پر واضح کر دیا جائے کہ ہم کسی قسم کی دہشت گردی پر یقین نہیں رکھتے، ہم کسی دوسرے ملک کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے لیکن ہمارا عزم ہے کہ کوئی چاہے سپریم پاور ہی کیوں نہ ہو، وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ یہی مسئلے کا حل ہے۔ وگرنہ قومی سطح پر سو جوتے اور سو پیاز کھانے کی تیاری کریں۔

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد (مرد حضرات) کے لیے

بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیرِ اہتمام

فہم دین کورس

موڈیول۔III

13/اکتوبر 2008ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

مضامین

☆ترجمۃ القرآن (عربی قواعد کی روشنی میں)

☆عربی گرامر: دروس اللغۃ العربیۃ (الجزء الثالث) ☆دینی موضوعات پر لیکچرز

دورانیہ: 3 ماہ ...... **اوقاتِ تدریس:** مغرب تا عشاء (سوموار تا جمعرات)

اہلیت: Module-I,II یا عربی گرامر کا کوئی ابتدائی کورس

ناظم شعبۂ تدریس، قرآن اکیڈمی

فون: 3-5869501، ای میل: Email:irts@tanzeem.org

دعائے مغفرت کی اپیل

- بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے بڑے بھائی اظہار احمد قریشی مرحوم کی اہلیہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں
- باجوڑ جار تنظیم کے امیر جناب گل رحمٰن کی ہمشیرہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی
- حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم شاہد رضا کے جواں سال پھوپھی زاد بھائی کا انتقال ہو گیا

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

پاکستان کو لاحق خطرات اور اُن کا سدِّ باب

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب عید الفطر کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! چند دن پہلے 27 رمضان المبارک کو پاکستان قمری حساب سے تریسٹھ برس کا ہو گیا۔ تاریخ پاکستان کے اِن سالوں پر نگاہ ڈالی جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ اِس پورے عرصے میں پاکستان عدم استحکام کا شکار رہا ہے۔ وقفے وقفے سے کئی بار یہ محسوس ہوا کہ شاید اب یہ ملک ختم ہو جائے، شاید یہ کشتی اب ڈوب جائے، لیکن 1971ء کے سانحے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر ہمیں بچایا۔ یہ تو ماضی کی بات تھی۔ آج ہمارے حالات جس قدر پریشان کن اور خوفناک ہیں، واقعہ یہ ہے کہ اِس طرح کے حالات اِس سے پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ آیئے، اِس بات کا جائزہ لیں کہ اسلام دشمنوں کی منصوبہ بندی اور بین الاقوامی سازشوں کے تناظر میں ملت اسلامیہ اور بالخصوص وطن عزیز پاکستان کو کس نوعیت کے خطرے کا سامنا ہے۔

میں نے ابتدا میں آپ کو سورۃ المائدہ کی دو آیات پڑھ کر سنائی تھیں۔ ان میں سے ایک آیت نمبر 82 ہے۔ اِس میں فرمایا:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ
مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾﴾

”(اے پیغمبر ﷺ) تم دیکھو گے کہ مومنو کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔“

اِس آیت میں یہود کے متعلق تو فرمایا گیا کہ وہ مسلمانوں سے سخت بغض رکھنے والے اور اُن کے بدترین دشمن ہیں، البتہ عیسائیوں کے متعلق کہا گیا کہ وہ مسلمانوں سے محبت رکھنے والے ہیں۔ اور یہ اس لیے ہیں کہ اُن (عیسائیوں) میں درویش بھی ہیں اور رہبان بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے...... میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت میں عیسائیوں کی مسلمانوں سے محبت کا جو تذکرہ کیا گیا ہے، یہ اُس وقت کے حالات کے حوالے سے ہے۔ اُس دور میں یہود اور مشرکین عرب تو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، مگر عیسائی دشمن نہیں تھے۔ ہرقل نے حضور اکرم ﷺ کے سفیر کا احترام کیا تھا۔ مقوقس نے حضور ﷺ کے خط کا احترام کیا تھا، اور آپ کو تحفے بھیجے تھے۔ نجاشی عیسائی تھا، اُس نے مسلمانوں کو اپنے ہاں پناہ دی تھی۔ تب یہود و نصاریٰ کی باہم سخت دشمنی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے چند سال پہلے یمن کے یہودی بادشاہ نے ہزاروں عیسائیوں کو آگ میں زندہ جلا دیا تھا۔ اِس واقعہ کا ذکر سورۃ البروج میں آیا ہے۔ آج صورت بدل چکی ہے۔ عیسائیوں کا مسلمانوں سے مودت کا رشتہ باقی نہیں رہا۔ کئی سو سال پہلے یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ کر چکے ہیں۔ آج اِن دونوں کی کیفیت وہ ہے جو اِسی سورۃ المائدہ کی آیت 51 میں آئی ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ
وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾﴾

”اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اِس وقت صورتحال یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی بدترین دشمنی باہمی دوستی میں بدل چکی ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ عالم عیسائیت یہودیوں کا آلہ کار بن چکا ہے۔ یہودی انہیں انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔ امریکہ، جو اس وقت Sole Supreme Power ہے یہود کے اشاروں پر ناچتا ہے۔ امریکی اداروں میں صیہونی اثر و رسوخ کا نتیجہ ہے کہ امریکہ نے اسرائیل کو اپنا لے پالک بیٹا بنا رکھا ہے اور وہ اُس کی ہر طرح کی امداد اور پشت پناہی کر رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے گٹھ جوڑ میں اب ایک تیسرا عنصر مشرکین کا بھی شامل ہو گیا ہے۔ یہ مشرکین ہندوستان کے ہندو ہیں، جو مشرکین مکہ کی طرح باقاعدہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

یہود، نصاریٰ اور ہنود کی ٹرائیکا کا اوّلین ہدف پاکستان ہے۔ یہ بات میں آپ کو تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔ دیکھئے، اِس وقت یہود و نصاریٰ کا جو ایجنڈا ہے، اس کے پانچ نکات متفق علیہ ہیں۔ صرف ایک نکتے پر اختلاف ہے۔ جن نکات پر اتفاق ہے وہ یہ ہیں:

1۔ اُن کے بقول ”شرکی قوتوں“ کے خلاف عظیم جنگ ہونی چاہیے، جسے اُن کے مذہبی لٹریچر میں آرمیگاڈان کا نام دیا گیا ہے۔
2۔ آرمیگاڈان کے نتیجے میں گریٹر اسرائیل قائم ہونا چاہیے۔
3۔ پھر مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرہ کو گرا دینا چاہیے۔
4۔ مسجد اقصیٰ کی جگہ تھرڈ ٹمپل بنایا جائے جو 100 ق م میں حضرت سلیمانؑ نے بنایا تھا مگر بعد ازاں بخت نصر نے اُسے تباہ کر دیا۔ پھر اُس کی دوبارہ تعمیر کی گئی، مگر 70ء میں اُسے ٹائٹس رومی نے برباد کر دیا تھا، تب سے یہ آج تک گرا پڑا ہے۔
5۔ تھرڈ ٹمپل تعمیر کرنے کے بعد اُس میں تخت داؤدی لا کر رکھ دیا جائے۔ یہ ایک پتھر ہے جس پر بٹھا کر حضرت داؤدؑ کی تاج پوشی کی گئی تھی۔ بعد ازاں اِس پر حضرت سلیمانؑ کی تاج پوشی کی گئی اور اسے ہیکل سلیمانی میں رکھا گیا۔ جب ٹائٹس نے یروشلم کو تاراج اور ہیکل سلیمان کو برباد کر دیا تو واپس جاتے ہوئے وہ اِس پتھر کو اپنے ساتھ روم لے گیا۔ روم سے یہ پتھر آئرلینڈ، وہاں سے سکاٹ لینڈ اور وہاں سے انگلینڈ لایا گیا، اور یہاں پارلیمنٹ کے

سامنے واقع چرچ میں رکھ دیا گیا اور ایک کرسی میں فٹ کر دیا گیا۔ اِسی کرسی پر تمام انگریز بادشاہوں کی تاج پوشی ہوتی ہے۔

متذکرہ بالا پانچ نکات پر تو عیسائی اور یہودی متفق ہیں، البتہ چھٹے نکتے پر اختلاف ہے، اور وہ مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ عیسائی سمجھتے ہیں کہ جب تخت داؤدی آ جائے گا تو عیسیٰ بن مریمؑ تشریف لائیں گے اور وہاں بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ ہمارا موعود منتظر "مسیح" آئے گا۔ اصل میں یہودی جس مسیح کا انتظار کر رہے ہیں وہ مسیح الدجال ہوگا، وہ مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ یہودیوں کا کہنا ہے کہ اُن کا مسیح آ کر یہاں بیٹھے گا اور پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔

یہ ہے یہود و نصاریٰ کا ایجنڈا۔ اس ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں انہیں عالم اسلام کے کسی ملک سے کوئی ڈر خطرہ نہیں۔ ڈر ہے تو صرف پاکستان اور اِس سے ملحقہ افغانستان سے ہے۔ میں آپ کو یہ بات تاریخ کے حوالے سے بتا رہا ہوں۔ 1967ء میں جب چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ ختم ہوئی اور اسرائیلیوں کو عربوں پر فتح حاصل ہوئی تو انہوں نے پیرس میں جشن فتح منایا۔ اُس موقع پر اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم بن گوریان نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہمیں کسی عرب ملک سے کوئی اندیشہ نہیں، اندیشہ ہے تو صرف پاکستان سے ہے۔ اندازہ کیجئے، گوریان نے یہ بات اُس وقت کہہ دی تھی جب کہ پاکستان ابھی ایٹمی پاور بھی نہیں بنا تھا۔ دراصل پاکستان اور افغانستان کے بارے میں انہیں جو اندیشہ ہے، وہ اِس لیے ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ ہماری روایات سے خوب واقف ہیں۔ وہ حدیث اُن کے علم میں ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ خراسان کے علاقے سے فوجیں روانہ ہوں گی اور اُن کا رُخ دنیا کی کوئی طاقت نہیں موڑ سکے گی، یہاں تک کہ وہ ایلیاء (یروشلم) میں اپنے جھنڈے نصب نہ کر دیں۔

نائن الیون کا ڈرامہ اِسی لیے رچایا گیا، تاکہ افغانستان کو تباہ کیا جائے، اسلامی نظام کا راستہ روک دیا جائے، خراسان کے خطے پر کنٹرول حاصل کیا جائے۔ ہمارا مالاکنڈ کا علاقہ جو آج شدید بدامنی کی لپیٹ میں ہے، اسی خراسان کا حصہ ہے۔ نائن الیون کے ڈرامے سے اب ساری دنیا آگاہ ہو چکی ہے۔ خود امریکہ کی پائلٹ ایسوسی ایشن نے کہا ہے کہ چڑیوں جیسے چھوٹے جہازوں سے جڑواں ٹاورز کو گرانا ممکن ہی نہیں۔ اِس ڈرامے پر فلمیں بن چکی ہیں، کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ بہرحال اب یہود و نصاریٰ ہر صورت میں گریٹر اسرائیل قائم کرنا اور آرمیگاڈان کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ اور اِس سے پہلے وہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا، انہیں اندیشہ صرف پاکستان سے ہے۔ وہ پاکستان جواب صرف پاکستان نہیں، ایٹمی پاکستان ہے۔ اُن کی ترجیح اوّل یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے پاکستان میں دخل اندازی کریں۔ چنانچہ اِدھر نیٹو فورسز اور اُدھر انڈین فورسز الرٹ کر دی گئی ہیں۔ 18 فروری کے الیکشن سے پہلے صورتحال مخدوش تھی، جس پر دشمن بہت خوش تھے۔ ان کا خیال تھا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوگی اور اس کے خلاف تحریک چلے گی۔ وکلاء تحریک جو پہلے ہی سے چل رہی تھی، اس میں مزید شدت آئے گی۔ اس طرح ملک میں شدید انتشار اور بدامنی ہوگی، جس کا بہانہ بنا کر نیٹو فورسز پاکستان میں داخل ہو جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ اُس وقت نیٹو فورسز سے کہہ دیا گیا تھا کہ الرٹ رہو، ہو سکتا ہے تمہیں پاکستان میں داخل ہونا پڑے۔ دوسری جانب بھارتی افواج کو بھی کہا گیا تھا کہ تیار رہو، ہو سکتا ہے تمہیں امن قائم کرنے کے لیے پڑوسی ملک میں داخل ہونا پڑے۔ اللہ کے فضل سے پاکستان اُس مرحلے سے تو گزر گیا لیکن دشمن کی سازش تو ختم نہیں ہوئی۔

ہمیں اِس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ صوبہ سرحد میں جو بھی بدامنی اور انتشار ہے اس میں امریکہ کا ہاتھ ہے۔ یہ درست ہے کہ وہاں افغانستان کے طالبان ہیں جو "سچے" طالبان ہیں اور اُن کا ہدف صرف امریکہ ہے۔ کچھ پاکستانی طالبان بھی اُن کے ساتھ کھڑے ہو گئے ہیں۔ طالبان کے علاوہ کچھ جرائم پیشہ لوگ ہیں جو لوٹ مار کرتے ہیں، لوگوں کو اغوا کر کے پیسے کماتے ہیں...... لیکن سب سے بڑی اور خوفناک حقیقت یہ ہے کہ وہاں "را" "موساد" اور نیٹو کے ایجنٹ موجود ہیں، جن کا ہدف صرف اور صرف پاکستان کو بدامنی اور انتشار میں جھونکنا ہے۔ پاکستانی حکام کا دعویٰ ہے کہ ہماری فورسز نے کئی مرتبہ امریکیوں کو ہائی ویلیو ٹارگٹ کے بارے میں بتایا کہ وہ وزیرستان میں فلاں جگہ پر ہیں، اُن پر حملہ کرو، مگر انہوں نے حملہ نہیں کیا۔ امریکی حملہ وہاں کرتے ہیں جہاں پاکستانی فوج اور عوام معاہدہ کرتے ہیں،

پریس ریلیز — **6 اکتوبر 2008ء**

ملک کی آزادی و خودمختاری کی قسمیں کھانے والے حکمران کا غیر ملک کو اپنے عوام پر ہلاکت خیز حملوں کی اجازت دینا منافقت کی بدترین مثال اور ملک و قوم سے غداری ہے

ارکان پارلیمنٹ صدر مملکت سے اُن کے بیان کی وضاحت طلب کریں

حافظ عاکف سعید

حکومتوں کی تاریخ میں زرداری حکومت یقیناً دنیا کی پہلی حکومت ہوگی جس کے سربراہ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا ہے کہ ایک ملک ہماری سرزمین پر ہماری مرضی سے حملے کر رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف پاکستان کی آزادی اور خودمختاری کے تحفظ کی قسمیں کھانا دوسری طرف غیر ملک کو اپنے عوام پر ہلاکت خیز حملوں کی اجازت دینا منافقت کی بدترین مثال ہے۔ یہ ملک و قوم سے غداری کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اندرون ملک جنگی کارروائیاں کرنے کی ذمہ داری امریکہ کو ہی سونپنی ہے تو پھر عوام کے خون پسینے کی کمائی کے اربوں اور کھربوں روپے دفاع پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو پاکستان پر حکومت کرنے کا ہرگز حق نہیں۔ اگر ارکانِ پارلیمنٹ کا ضمیر مردہ نہیں ہو چکا تو انہیں صدر سے اس بیان کی وضاحت طلب کرنی چاہیے اور اگر وہ مناسب وضاحت پیش نہ کر سکیں تو ان کا مواخذہ کرنا ارکانِ پارلیمنٹ کا اوّلین فرض ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

تاکہ فوری طور پر معاہدہ ٹوٹ جائے اور لوگوں میں غم وغصہ اور اشتعال پیدا ہو جائے۔ نیک محمد نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور اُن کے ساتھ صلح ہو گئی تھی، مگر عین اُس وقت میزائل حملہ ہوا اور تباہی و بربادی شروع ہو گئی۔ تو یہ اُن کی سکیم ہے۔ پاکستان کا ایٹمی طاقت ہونا دشمنوں کو کسی بھی صورت میں گوارا نہیں۔ بعض ذرائع کے مطابق اِس وقت ناگ پور میں انڈین ایئر فورس اور اسرائیل ایئر فورس کے جہاز تیار کھڑے ہیں، تاکہ ہمارے ایٹمی اسلحے پر حملہ کریں۔ پاکستان اس وقت گھیراؤ میں آ چکا ہے۔ ہمیں اندازہ ہو یا نہ ہو، حقیقت یہ ہے کہ ہماری بربادیوں کی گھناؤنی سکیم تیار ہو چکی ہے۔ ع "ہماری" بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں۔ ایک آسمان تو وہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ بیٹھا ہے، لیکن ایک آسمان امریکہ ہے جہاں امریکہ، اُس کے حواری اور نیٹو فورسز بیٹھی ہیں۔ وہ ہمیں تباہ کر دینا چاہتے ہیں۔ اُن کا پلان یہ ہے کہ آرمیگاڈان شروع کرنے سے پہلے پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ کر اُسے بھارت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ اِسی لیے تو کچھ عرصہ پہلے کنڈولیزا رائس نے پاکستان اور بھارت کے دورے سے امریکہ واپسی کے بعد کہا تھا کہ پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ امریکہ اور بھارت مل کر کریں گے۔

کفار کی اپنی چالیں ہیں، اور اللہ کی اپنی تدبیر ہے۔ ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔ تاہم اِس بات کا اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُن کی بداعمالیوں کی سخت سزا دے۔ عالم عرب میں تو آرمیگاڈان جسے حدیث میں الملحمۃ العظمیٰ اور الملحمۃ الکبریٰ کہا گیا ہے، آ کر رہے گی۔ یہ حدیث کی خبریں ہیں۔ اِن میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ آرمیگاڈان ایک ہولناک جنگ ہے۔ ڈکشنری میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ Very big war which will be fought between the forces of goods end evils before theend of world.

حدیث رسول ﷺ کے مطابق یہ جنگ اتنی ہولناک ہو گی کہ اگر ایک باپ کے سو بیٹے ہوں گے یا ایک دادا کے سو پوتے ہوں گے تو 99 مارے جائیں گے اور ایک بچے گا۔ اس جنگ کا میدان سو میل لمبا اور تیس سے چالیس میل چوڑا ہے۔ یہ میدان لبنان کی سرحد سے شروع ہو کر اسرائیل کے اندر تک چلا جاتا ہے۔ اِسی جنگ کو Third World War بھی کہا جا رہا ہے۔ اِسی کو بش نے کروسیڈ کہہ دیا تھا۔ امریکہ میں پروٹسٹنٹس عیسائیوں میں سے وہ جو زیادہ فعال اور بائبل کی نشر و اشاعت اور تشریح و توضیح کرنے والے ہیں Evengelists کہلاتے ہیں۔ اُن کا ایک ماہنامہ رسالہ فلاڈلفیا سے نکلتا ہے جس کا نام The Philadelphia Trumpet ہے۔ اس کی اشاعت بابت اگست 2001ء کے ٹائٹل پر لکھا ہے:

"The last Crusade
Most people think the crusades are thing of the past over forever. But they are wrong. Preparations are being made for a final crusade, and it will be the bloodiest of all."

(آخری صلیبی جنگ۔ بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ صلیبی جنگیں ماضی کی بات تھی، اب یہ ختم ہو چکی ہیں۔ لیکن اُن کا یہ خیال غلط ہے۔ آخری صلیبی جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور یہ جنگ تمام جنگوں سے زیادہ خوں ریز ہو گی۔)

اسی صلیبی جنگ کے بارے میں ہم نے حال ہی میں معروف کالم نگار اور محقق عابد اللہ جان کی ایک چشم کشا کتاب شائع کی ہے۔ کتاب کا نام ہے:

AFGHANISTAN:The Genesis of the Final Crusade

بھائیو! اگرچہ اس وقت صورتحال اچھی نہیں، تاہم مجھے یقین ہے کہ بالآخر حالات بدلیں گے اور اللہ تعالیٰ یہاں شر میں سے خیر برآمد کرے گا۔ لیکن اس کے لیے ہمیں تین کام کرنے ہوں گے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کریں، اُس کی جناب میں توبہ کریں، اور اس کی نصرت طلب کریں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ اسی طرح فرمایا کہ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر اللہ ہی تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کو آئے گا...... اللہ کی طرف رجوع انفرادی طور پر بھی ہو کہ ہر شخص حرام خوری اور غلط طرزِ زندگی سے توبہ کرے اور اجتماعی سطح پر بھی ہو۔ یہ ملک جس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا، وہ اللہ کے نظام کا قیام تھا۔ قرار دادِ مقاصد پاس کر کے ہم نے دستوری سطح پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا اور اس طرح نظامِ خلافت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی مگر افسوس کہ اسلامی نظام کی عمارت تعمیر نہ کر سکے۔ ہماری نجات اور قومی فلاح اسی میں ہے کہ ہم سابقہ کوتاہیوں کا ازالہ کر کے پورے خلوص و اخلاص اور شعور و ادراک کے ساتھ اسلامی نظام نافذ کریں۔ قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے قیام کے لیے یہ ضروری ہے کہ آئین میں جو چور دروازے ہیں، انہیں بند کیا جائے۔ اگر ہم اللہ کے دین اور نظامِ زندگی کو اختیار کریں گے تو یقیناً اللہ کی نصرت حاصل ہو گی۔ پھر بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کو پکارنے کے ساتھ زمینی سطح پر ہمیں اپنے پڑوسی چین کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہو گا۔ کوشش کی جائے کہ چین کے ساتھ ہمارا دفاعی معاہدہ ہو جائے۔ کاش! یہ بات پرویز مشرف نے سمجھ لی ہوتی کہ امریکہ کی طرف سے جو دھمکی ہمیں دی گئی تھی، وہ کھوکھلی دھمکی تھی، امریکہ ہمیں تورا بورا نہیں بنا سکتا تھا، اس لیے کہ چین جو ایک بہت بڑی طاقت ہے، یہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ پاکستان تباہ ہو جو کہ خطے میں اس کا واحد دوست ہے۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ اِس وقت ہم جن حالات سے دوچار ہیں، اِن میں کوئی مسلمان ملک ہماری مدد کو نہیں آئے گا، لیکن چین ہماری ضرور مدد کرے گا۔ اس لیے کہ پاکستان کی مدد اس کے اپنے مفاد میں ہے۔ چین جانتا ہے کہ امریکہ Containment of China کی پالیسی پر کاربند ہے جیسے کہ وہ ماضی میں Containment of Russia کی پالیسی پر عمل پیرا تھا۔ چین کے مفادات پاکستان سے وابستہ ہیں۔ اسی لیے اس نے شاہراہ ریشم بنائی، گوادر کی بندرگاہ کو Develop کیا۔ حال ہی میں ہمارے آرمی چیف نے چین کا پانچ روزہ دورہ کیا۔ یہ بہت اچھی علامت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ چین کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات کو اور زیادہ بڑھایا جائے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ اس کے ساتھ دفاعی معاہدہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو امریکہ اور بھارت پاکستان کے خلاف کسی بھی قسم کی جارحیت سے پہلے سو بار سوچیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کی تحریک آزادی کو سپورٹ کریں۔ کشمیر میں اس وقت جو تحریک اُٹھی ہے وہ کشمیریوں کی اپنی تحریک ہے۔ اس میں ISI کا ہاتھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود انڈیا کے کسی تجزیہ نگار اور کسی بھی حکومتی فرد نے اس کا الزام پاکستان پر عائد نہیں کیا۔ یہ تحریک اس انڈین پالیسی کے ردعمل میں شروع ہوئی ہے جس کے تحت کشمیر میں ہندوؤں کو زمین الاٹ کی جا رہی ہیں۔ یہ وہی تکنیک ہے جو اسرائیل نے فلسطین میں اپنائی۔ بجائے اس کے کہ ہم کشمیریوں کی حالیہ تحریک کی بھرپور حمایت کریں، ہمارے صدر آصف علی زرداری نے اقوام متحدہ میں اپنی تقریر میں کشمیر کا نام تک نہیں لیا، یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق کا شعور عطا فرمائے اور اسلام کو غالب کرنے اور دفاع وطن کے لیے صحیح پالیسیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(تلخیص: محبوب الحق عاجز)

اسلام کے خلاف ایک اور سازش!

نذیر یٰسین

قطع نظر اس کے کہ 20 ستمبر کو اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل پر تباہ کن حملے کی سازش کرنے والوں کا مقصد اس واقعہ کو پاکستان کا نائن الیون بنانا تھا یا نہیں، یہ واقعہ کافی حد تک امریکا کے نائن الیون سے ملتا جلتا ہے۔ دونوں واقعات ستمبر کے مہینہ میں وقوع پذیر ہوئے۔ دونوں اہداف کو قبل ازیں بھی کسی قدر کامیابی کے ساتھ نشانہ بنایا جا چکا تھا۔ دونوں اہداف معاشی ترقی و خوشحالی کی علامات (symbols) کے طور پر جانے جاتے تھے۔ دونوں ہی واقعات کو اس بناء پر پراسرار قرار دیا جا سکتا ہے کہ یہ نہ صرف سکیورٹی اداروں کی بہت بڑی غفلت اور نااہلی کا مظہر ہیں بلکہ تخریب کاروں اور قومی سلامتی کے اداروں کے کچھ افراد کی ملی بھگت کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان تمام مماثلتوں اور اس واقعہ پر ظاہر کئے جانے والے قومی و بین الاقوامی ردعمل سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس واقعہ کو "دہشت گردی" کے خلاف جاری بے ننگ و نام جنگ کو تقویت دینے کے لئے استعمال کیا جائے گا جیسا کہ امریکا کے اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب دہشت گردوں کے خلاف دوگنی قوت سے نمٹا جائے گا۔ اندرون ملک اس واقعہ کی آڑ میں جہادی عناصر کے خلاف وسیع پیمانے پر کریک ڈاؤن کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہمیشہ کی طرح اس واقعہ کا ذمہ دار طالبان اور القاعدہ کو قرار دیا جا رہا ہے۔

امریکا کے نائن الیون کی پراسراریت کے تناظر میں فی الوقت اس واقعہ کے حقیقی ذمہ داروں کے متعلق کوئی اندازہ لگانا مشکل دکھائی دیتا ہے، البتہ آنے والے دنوں میں اس کا کسی قدر اندازہ ضرور ہو جائے گا اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس واقعہ سے حقیقی فائدہ کسے حاصل ہوا یا اس واقعہ سے کون زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا؟ فوری طور پر جو بات نظر آ رہی ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام پسندوں کو بزور قوت کچلنے پر یقین رکھنے والا اور اس کی ترغیب دینے والا گروہ جسے معروف صحافی حامد میر نے لبرل فاشسٹ گروپ کا بہت موزوں نام دیا ہے، پاکستانی قوم کو یہ حقیقت باور کرانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جاری امریکی جنگ درحقیقت ہماری اپنی جنگ ہے جسے پوری یکسوئی کے ساتھ اور تمام تر توانائیاں اور وسائل بروئے کار لاتے ہوئے لڑا جانا چاہئے۔ اس بے چہرہ، برادر کش، مسلم کش اور تاریخ انسانی کی گھناؤنی ترین جنگ کے حامیوں کے سرخیل معروف پاکستانی دانشور و صحافی نذیر ناجی کا کچھ دن پہلے روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والا کالم بعنوان "خوش آمدید طالبان۔ خوش آمدید القاعدہ" اُن کی حد سے زیادہ مایوسی کی عکاسی کرتا ہے اور لبرل فاشسٹ گروپ کو اپنے ہی بنیاد پرست مسلمان بھائیوں کے خلاف فیصلہ کن ہلاشیری دینے کی گویا آخری کوشش معلوم ہوتا ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور ناجی صاحب کے خیالات سے آگاہی کے لئے اُن کے اس کالم کا درج ذیل اقتباس بہت مفید رہے گا:

"گزشتہ روز میریٹ ہوٹل کا دھماکہ پاکستان کے سفارتی، کاروباری اور سیاسی مرکز پر حملہ تھا۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کی تباہی کا منصوبہ تیز رفتاری سے آگے بڑھے گا۔ یہ دھماکہ ہوتے ہی اسلام آباد میں مقیم بیرونی ماہرین، سفارت کاروں اور سرمایہ کاروں میں سراسیمگی پھیل گئی۔ وہ تیزی سے باہر جانے لگے ہیں۔ برٹش ایئر لائنز نے پاکستان کے لئے اپنی پروازیں پہلے ہی بند کر دی ہیں۔ یاد رہے، دنیا کی بیشتر ایئر لائنز پاکستان کے لئے اپنی پروازیں پہلے ہی بند کر چکی ہیں۔ ہمارے فائیو سٹار ہوٹل جہاں دنیا بھر کے سرمایہ کار، کاروباری لوگ، ہمیں قرضے دینے والے مالیاتی اداروں کے وفود، ہمارے ترقیاتی منصوبوں پر کام کرنے والے مختلف ماہرین، واپس چلے گئے ہیں یا جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اسلام نہیں بلکہ تسخیر پاکستان کی جنگ ہے جو ہم ہارتے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سفارتی، کاروباری، صنعتی، معاشی اور تہذیبی روابط کے اعتبار سے دنیا "گڈ بائی پاکستان" کہنے ہی والی ہے۔ بڑا حصہ تو یہ کہہ چکا ہے۔ مشیر داخلہ رحمٰن ملک نے بالکل درست کہا کہ 'ہمارے سامنے دو ہی راستے رہ گئے ہیں، یا ہم دہشت گردوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں یا ان کا مقابلہ کریں۔' مگر یوں لگتا ہے کہ ہماری سول سوسائٹی، سیاستدان اور رائے عامہ کو متاثر کرنے والے بیشتر ذرائع، اس صف بندی کے لئے تیار نہیں۔ دہشت گردوں کے خلاف کھل کر آواز اٹھانے والوں پر امریکی ایجنٹ ہونے کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ فضا امریکی ایجنٹوں کے قتل کے لئے اسی طرح ہموار ہو چکی ہے جیسے فاٹا میں موجود ہے۔ دہشت گردوں کو صرف یہ کرنا ہے کہ اپنے خلاف آواز اٹھانے والے معدودے چند سرپھروں کو عبرت ناک انجام کا نشانہ بنا دیں۔ اس کے بعد جس میں توفیق ہوگی، وہ ترک وطن کر جائے گا اور باقی حوصلہ ہار بیٹھیں گے۔ پاکستان ان کی جھولی میں پکے ہوئے پھل کی طرح گرنے کو تیار ہوگا، مگر جب یہ مرحلہ آئے گا تو عالمی طاقتیں پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر جھپٹیں گی۔ ایک فیصلہ کن معرکہ ہوگا۔ شاید نئی صدی کی پہلی اور آخری ایٹمی تباہ کاری بھی ہو جائے۔ اس کے بعد کون بچے گا، کون نہیں؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک بات یقینی ہے کہ اور وہ یہ ہے کہ دنیا پاکستان کو آنے والے کئی عشروں کے لئے گڈ بائی کہہ دے گی۔ دعائیں کرنے کو دل چاہتا ہے، مگر دعائیں پوری ہونے کا وقت کہاں؟ خوش آمدید طالبان۔ خوش آمدید القاعدہ۔ خوش آمدید پتھر کے زمانے!"

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ناجی صاحب بغیر کسی ثبوت کے امریکی مظالم کے خلاف آواز اٹھانے والے مظلوموں پر تو بہت برافروختہ ہیں اور اُن کا ہر ممکن طریقے سے راستہ روکنا چاہتے ہیں مگر امریکا کی ظالمانہ پالیسیوں کی مذمت کرنے اور اپنی قوم کو امریکی غلامی کی زنجیریں توڑنے کا نیک مشورہ دینے پر ہرگز تیار نہیں۔ وہ اپنے لبرل فاشسٹ گروپ کی تو وسیع تر صف بندی چاہتے ہیں اور اپنے افکار و نظریات کو پوری قوم پر تھوپنا بھی چاہتے ہیں مگر اسلام پسندوں کو (جنہیں قوم کی خاموش رضامندی بھی حاصل ہے) یہ حق دینے کے لئے بالکل تیار نہیں کہ وہ بھی اپنے افکار و نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کچھ پیش رفت کر سکیں۔ وہ ایک اچھا مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشادِ گرامی پر توجہ دینے کے لئے تیار نہیں کہ "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ

نہ اسے تنہا چھوڑتا ہے اور نہ ہی ظالموں کے حوالہ کرتا ہے۔"

وہ قرآن حکیم کی اس بشارت سے بھی غافل ہیں کہ "اے مسلمانو! تم ہی (اپنے دشمنوں پر) غالب رہو گے اگر تم واقعی مومن ہوئے۔" وہ معاشی مسائل کا شکار اور زوال پذیر امریکا کی عسکری قوت و شان و شوکت سے اس قدر مرعوب ہیں کہ قرآن حکیم میں بیان کی گئی اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی تیار نہیں کہ "کئی بار ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک قلیل گروہ نے ایک بڑے لشکر پر فتح پائی" (البقرہ 249)

حقیقت یہ ہے کہ لبرل فاشسٹ لوگوں کا گروہ یہود و نصاریٰ کی خواہشات کے مطابق پاکستان میں عریاں قسم کے سیکولر ازم کے نفاذ کا متمنی ہے تا کہ پاکستانی معاشرہ مغربی معاشروں کے رنگ میں رنگ کر اپنی اسلامی شناخت اور پہچان کھو ڈالے۔ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے جہاں لوگ الہامی تعلیمات و احکامات کو مکمل طور پر پس پشت ڈال کر خواہشات نفسانی کی بھرپور تسکین کا سامان کریں اور اپنی عقل ناقص سے تراشیدہ قواعد و ضوابط کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ طالبان اور القاعدہ سے اُن کے بغض کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انہوں نے افغانستان میں ایسے شرعی قوانین کیوں نافذ کیے تھے جن کی برکات سے طوائف الملوکی کا شکار یہ ملک دنوں میں امن و امان کا گہوارہ بن گیا تھا۔

یہ لوگ اس بدیہی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ انسان کا خالق و مالک اللہ ہے اور یہ زمین بھی اسی کی ملکیت ہے۔ ہمارے خالق، مالک اور پروردگار کا ہم سے صرف ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہم اُس کے نازل کردہ قوانین کے مطابق زندگی گزاریں۔ اگر یہ لوگ صحیح معنوں میں قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اس ارشاد باری تعالیٰ کو ذہن میں خوب اچھی طرح بٹھا لینا چاہیے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہی فاسق...... وہی ظالم...... وہی کافر ہیں۔

ضرورت رشتہ

لڑکی، عمر 26 سال، تعلیم میٹرک، مطلقہ کے لیے دوسری شادی والے بغیر بچوں کے، شریف النفس اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-4620602
0322-7984156

دل یا شکم؟

انجینئر طارق خورشید

انگریزی میں کامیابی حاصل کرنے کا دس لفظی اور دو حرفی ایک فارمولا یہ ہے کہ "اگر یہ (کام) ہونا ہے تو (صرف) مجھ ہی سے ہونا ہے" "If it is to be, it is up to me"

ہمارے نو منتخب صدر عالی جناب زر + داری صاحب کے کامیابی کے اپنے ہی فارمولے ہیں۔ وہ اپنے ہزار دروازوں میں سے جس سے چاہیں نیا فارمولا نکال کر مملکتِ خداداد پاکستان میں ملے ہوئے اختیارات کے ذریعے بآسانی نافذ کر سکتے ہیں لیکن باوجود اس قدر مختار ہونے کے اُن کی کسرِ نفسی کا یہ عالم ہے کہ نیویارک میں سلامتی کونسل کے اجلاس میں خطاب سے پہلے کی پریس کانفرنس میں فرماتے ہیں کہ "ایران کے صدر محمود احمدی نژاد کے مقابلے میں خود کو کمزور سمجھتا ہوں۔ افتخار محمد چودھری کا معاملہ پارلیمنٹ طے کرے گی اور پاکستانی سرحدوں کے اندر حملے نہ کرنے کی امریکی یقین دہانی کے سوال کا "بش جواب" گول کر گئے۔"

صدر مملکت کو اپنے خطاب سے پہلے پریس کانفرنس میں یہ وضاحتی بیانات شاید اس لیے دینا پڑے کہ اُن سے پہلے ایران کے صدر احمدی نژاد نے سلامتی کونسل کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ "ایران جوہری پروگرام کے حوالے سے بدمعاش طاقتوں کی دھمکیوں کا سختی سے مقابلہ کرے گا۔ اپنا (پرامن) جوہری پروگرام جاری رکھے گا۔ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک دوسرے ممالک کی ترقی کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کا مقصد ٹیکنالوجی کے شعبہ میں اپنی اجارہ داری قائم کرنا ہے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی معاشی بحران کی وجہ دنیا کے مختلف ممالک میں امریکہ کی فوجی مداخلت ہے، تاہم امریکہ کی بالادستی اور یہودی برتری خاتمے کے قریب ہے امریکہ کے نئے حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی سرحدوں تک محدود رہیں۔ افغانستان اور عراق میں جنگیں صرف انتخابی سیاست میں برتری کے لئے شروع کی گئی ہیں۔ دس لاکھ سے زائد افراد کی ہلاکت کے باوجود انہیں کوئی شرمندگی نہیں۔" (روزنامہ ایکسپریس، 25 ستمبر 2008) احمدی نژاد نے یہ باتیں امریکہ کا مہمان بن کر اور امریکہ کے عین قلب نیویارک میں کہیں۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اسی اخبار کی ایک دوسری سرخی ہے: "شمالی کوریا کا ایٹمی پروگرام دوبارہ شروع کرنے کا اعلان، عالمی انسپکٹروں کو پلانٹ سے نکال دیا گیا۔ یانگ بیون کے ری ایکٹر سے سیل اور نگرانی کے آلات ہٹا دیے گئے۔" IAEA کی خاتون ترجمان میلیسا فلیمنگ کا بیان۔ ری پروسیسنگ کے لئے ایک ہفتے میں مواد پہنچانے کا منصوبہ، بم تیار ہو سکتے ہیں۔ شمالی کوریا کے حکمران کا کہنا ہے کہ ہمارے ہر طرح کے تعاون کے باوجود اب تک ہمیں دہشت گرد ریاستوں کی فہرست سے خارج نہیں کیا گیا۔

اب یہ موقع ہے جناب صدر! عوام آپ کی تمام کوتاہیوں اور کہہ مکرنیوں سے صرف نظر کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ واقعی عوامی صدر ہونے کا ثبوت دیں، قومی اور بین الاقوامی کسی بھی معاملے میں قومی غیرت و حمیت کا سودا نہ کریں۔ اگر فیصلہ کرتے وقت کوئی کمزوری محسوس ہو تو صرف ایک مرتبہ اس مفلوک الحال عوام کو اعتماد میں لے لیں۔ یقین کریں یہ وہی قوم ہے کہ جس نے اپنے لیڈر کے دعوے "گھاس کھا لیں گے لیکن ایٹم بم ضرور بنائیں گے" کو سچ کر دکھایا اور آج بھی ؎ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

محترم صدر! یہ قوم کبھی آپ کو مایوس نہ کرے گی لیکن اسے دھوکہ نہ دیجئے گا۔ آپ ببانگ دہل امریکیوں کو کہہ دیجئے کہ جب تک ہماری سرحدوں کا تحفظ یقینی نہیں ہوگا ہم کسی قسم کے "مذاق رات" کے کھیل میں ہرگز شریک نہ ہوں گے۔ دریں اثنا نیٹو اور امریکی افواج کو جانے والی سپلائی لائن فوراً کاٹ دی جائے۔ جب تک کم از کم درجے میں یہ دو کام نہیں ہوں گے ملک میں دھماکے بھی ہوتے رہیں گے، امن و امان کی صورت حال بھی خراب رہے گی اور نہ جانے مزید کتنے میریٹ جیسے ہوٹل اس ردعمل کا نتیجہ بنیں گے۔ اگر آپ "If it is to be, it is up to me" ذہن میں رکھیں تو یہ کام آپ ہی کر سکتے ہیں اور تاریخ میں اپنا نام سنہرے حروف میں لکھوا سکتے ہیں۔ ؎ فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دلِ یا شکم

مسجد اقصیٰ پر اصل حق مسلمانوں کا ہے

جب تک پاکستان میں سماجی انصاف کا نظام نافذ نہیں کیا جاتا عالمی معاملات میں پاکستان کوئی کردار ادا نہیں کرسکتا

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے انٹرویو

ماہنامہ "محور" لاہور نے گزشتہ دنوں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے حالات حاضرہ اور امت مسلمہ کو درپیش صورتحال کے حوالے سے انٹرویو کیا جو مذکورہ رسالے کے ستمبر 2008ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ چشم کشا انٹرویو ہم "محور" کے شکریے کے ساتھ قارئین ندائے خلافت کے مطالعے کے لیے پیش کررہے ہیں۔ (ادارہ)

محور: مسجد اقصیٰ اور سرزمین القدس پر تینوں آسمانی مذاہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے پیروکار اپنا اپنا حق ملکیت جتلاتے اور مذہبی استحقاق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کی تاریخی حیثیت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے اور یہ بات کیسے ثابت کی جاسکتی کہ قبلہ اوّل پر مسلمانوں کا دعویٰ مبنی برحق ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمد: بنیادی طور پر اگر ہم ان مذاہب ثلاثہ (اسلام، عیسائیت اور یہودیت) کا تجزیہ کریں تو ان کا آغاز ایک ہی مذہب کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ کوئی الگ الگ تصورات نہ تھے، بلکہ ایک ہی سرچشمہ ہدایت کے سوتے سے پھوٹنے والے مذاہب ہیں۔ تینوں حامل دعوت اور حامل کتاب ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے حوالے سے پہلا دور یہودیوں کا ہے اور یہ دراصل وہ دور ہے کہ جب وہ ایک حامل دعوت امت کی صورت میں موجود تھے۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی، جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ وہی اس کے متولی تھے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے متولی ہوئے۔ وہ بھی اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ جب تک وہ رہے بحیثیت مسلمان انہوں نے مسجد اقصیٰ کی تولیت سنبھالی۔ بعد ازاں اس کی تولیت تیرہ سو برس تک مسلمانوں (امت محمد ﷺ) کے پاس رہی اور وہی اس کے حقیقی متولی ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ تینوں مذاہب نے مسجد اقصیٰ کی تولیت کی ذمہ داری بحیثیت مسلمان سنبھالے رکھی جبکہ پہلے دو مذاہب یہودیت اور عیسائیت نے اپنی اصل شکلیں تو تبدیل کر لیں مگر اپنا یہ دعویٰ قائم رکھا کہ مسجد اقصیٰ ان کی ہے۔ درمیان میں 1099ء سے 1187ء تک یہ علاقے مسلمانوں کے کنٹرول سے باہر رہے اور اس پر عیسائیوں نے قبضہ کیے رکھا، لیکن اس میں بھی یہودی نہیں تھے۔ یہودیوں کی مسجد اقصیٰ کی تولیت سے بے دخلی کی تاریخ بڑی طویل ہے۔ ستر عیسوی میں انہیں فلسطین سے بے دخل کیا گیا اور یہ دوبارہ 1917ء میں اس وقت فلسطین میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے، جب برطانیہ نے یہودیوں کے اثر ورسوخ کو اور بڑھانے کے لیے "اعلان بالفور" کیا۔ وگرنہ اس سے قبل اور خاص طور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب یروشلم فتح ہوا اور مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ پر اسلامی علم لہرایا، تو اس وقت خلیفۃ المسلمین نے وہاں کے عیسائیوں کے اصرار پر معاہدہ کیا کہ اس علاقے میں یہودیوں کو آباد نہیں ہونے دیا جائے گا۔ عیسائیوں نے یہ معاہدہ قبول کر لیا۔ تاہم یہودیوں کو القدس میں آنے جانے کا حق ضرور دیا۔ باقی ان کا یہ دعویٰ تو تھا کہ وہ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کریں گے۔ یہودی 1830 سال تک ارض فلسطین سے باہر رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا ارض فلسطین پر کوئی حق نہ تھا۔ یہ تو اعلان بالفور کے ذریعے انہیں ناجائز طور پر وہاں لا کر بٹھا دیا گیا اور پوری دنیا میں منتشر یہودیوں کو اکٹھا کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اقبال مرحوم نے اسی لیے تو کہا تھا کہ اگر یہودیوں کا فلسطین پر کوئی حق ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کا ہسپانیہ پر کیوں نہیں ہو سکتا

ہے ارضِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پہ حق کیوں نہیں اہل عرب کا

کیونکہ عربوں نے تو طویل عرصے تک اسپین میں حکومت قائم کیے رکھی۔ سات سو برس تک مسلمانوں نے غرناطہ کو اپنی خلافت کا حصہ بنائے رکھا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے دو ٹوک انداز میں اعلان بالفور اور قیام اسرائیل کے تصور کی مخالفت کی۔ ان کے الفاظ آج بھی لوح تاریخ پر پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہیں کہ "Israel is illegitimate child of west" اسرائیل مغرب کی ناجائز اولاد ہے۔)

محور: قائد اعظمؒ کے اس موقف کو سامنے رکھیں اور امت مسلمہ کے کردار اور ذمہ داریوں کا جائزہ لیں تو ایسے لگ رہا ہے کہ امت مسلمہ اس اہم مسئلے کو سرے سے بھول چکی ہے۔ مسلمانوں نے اپنے اجتماعی مسائل کے حل کے لیے اسلامی کانفرنس تنظیم کی داغ بیل بھی ڈالی لیکن قبلہ اوّل اب بھی پنجہ یہود میں ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمد: آپ کے اس سوال کا جواب بڑا تلخ ہے، ممکن ہے آپ پر بھی اس کا جواب گراں گزرے، لیکن میرے نزدیک امت مسلمہ اس وقت اللہ کے عذاب کا شکار ہے۔ اس سے بڑھ کر عذاب کی دور حاضر میں کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کی پوری دنیا میں تعداد اور اسرائیل کی کل آبادی کا باہم تقابل کریں تو اتنی قلیل تعداد کے سامنے اتنی کثرت کے ڈھیر ہونے کی بات سن کر سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ خود بنی اسرائیل اور اولاد یعقوب علیہ السلام آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی طرف سے حامل دعوت امت تھی اور انہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی گئی تھی۔ قرآن میں اس کا تذکرہ کئی مقامات پر موجود ہے۔ دو دفعہ تو صرف سورۃ البقرہ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں فرمایا:

﴿يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

"اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں انعام کے طور پر دی اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔"

لیکن یہ فضیلت ان سے کیوں چھین لی گئی اور ان کی جگہ دوسری قوموں کو کیوں کھڑا کیا جاتا رہا۔ اس لیے کہ ان پر جو

بھاری ذمہ داری عاید کی گئی تھی وہ انہوں نے نہیں نبھائی۔ بجائے اپنے کردار اور عمل کے وہ لوگ خرافات میں الجھ کر رہ گئے۔ اللہ کی صحیح ترجمانی، اس کی گواہی دینے اور اس کی دعوت کی تبلیغ سے راہ فرار اختیار کی اور انہیں جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی، وہ نہ صرف چھین لی گئی بلکہ ان پر دو قسم کے عذاب نازل کر دیے۔ گو کہ انہیں اپنے اللہ کے پسندیدہ ہونے پر بڑا غرور اور ناز تھا۔

آج یہی کیفیت مسلمانوں کی بھی ہے، مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حامل دعوت امت کے طور پر اٹھایا، اب ان کا کردار بھی باقی امتوں سے بدتر ہو چکا ہے۔ کفار پر اللہ تعالیٰ نے راہ حق سے منحرف ہونے کے بعد دو قسم کے عذاب مسلط کیے۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ "وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ" کہ ان پر کمزوری اور ذلت مسلط کر دی گئی۔ اور دوسرا عذاب "وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ" وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوئے"۔

یہ جو قرآن ان پر عذاب کی تفصیل بیان کرتا ہے، اس کی بھی پوری ایک تاریخ ہے۔ بنی اسرائیل پر پہلے آشوریوں نے حملہ کیا اور 700 قبل مسیح میں شاہ بابل بخت نصر نے یہودیوں کی درگت بنائی۔ ہیکل سلیمانی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ یہودیوں کو گرد و نواح کے علاقوں میں منتشر کر دیا اور ایک بڑی تعداد کو قتل و گرفتار کر کے سزائیں دی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی اسے "دور اسیری" قرار دیتے ہیں" پھر لوگوں نے حضرت عزیرؑ کے کہنے پر توبہ کی اور ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا۔ پھر منحرف ہو گئے۔ پھر ان پر ایک عذاب ٹائٹس کی صورت میں آیا اور انہیں دوبارہ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس کے بعد یروشلم میں ان کے ہیکل کی ایک دیوار کا کچھ حصہ رہ گیا تھا جسے وہ ایک نشانی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ آج بھی اس کے پاس آ کر گریہ زاری کرتے ہیں۔ نزول قرآن کے بعد بھی ان کی ذلت کا سلسلہ جاری رہا۔ جرمن ہٹلر ان پر ایک تیسرے عذاب کی صورت میں مسلط ہوا اور بقول ان کے ساٹھ لاکھ یہودیوں کو تہ تیغ کر دیا گیا۔

اب یہی دونوں عذاب مسلمانوں پر مسلط ہیں۔ وہی "ذلت" اور "مسکنت" ان پر بھی حاوی ہے۔ اگرچہ مسلمان تعداد میں ڈیڑھ ارب ہیں لیکن ان کی حیثیت "ڈیڑھ ارب زیرو" کی ہے۔ اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود ہمیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکا جاتا ہے۔ ہماری پالیسیاں کوئی اور بناتا ہے۔ ہماری جنگ اور صلح کے فیصلے کسی اور کے ہاتھ میں ہیں۔ کس چیز میں ہمارا مفاد ہے اور کون سی چیز ہمارے لیے نقصان دہ ہے، یہ فیصلہ ہم نہیں بلکہ ہمارے دشمن کر رہے ہیں اور ہم محض مہرے ہیں۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ۔ اس وقت ہم پر وہی ذلت اور مسکنت مسلط ہو چکی ہے۔ تیس کروڑ کی تعداد میں تو صرف عرب ہیں اور سارے کے سارے عیش پرستی کا شکار ہیں۔ وگرنہ کیا وجہ ہے اسرائیل چند لاکھ آبادی والا ملک ان کے درمیان اس طرح دندناتا پھرتا۔ مسلمانوں کو توقع تھی کہ شاید عرب ممالک کوئی انقلاب برپا کر دیں۔ وہ کیسے کریں گے؟ ان کی اپنی پالیسیاں ان کے ہاتھ میں نہیں اور وہ خود کسی اور کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ سب کے سب امریکہ کے کاسہ لیس اور اشارۂ ابرو کے پابند ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری ذلت اور مسکنت کی وجہ سے ہے کہ فلسطین، عراق، کشمیر، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا، اراکان، قبرص، کوسوو، فلپائن اس وقت آگ اور خون کی وادی سے گزر رہے ہیں اور ہم یہ گلہ کرتے ہیں کہ۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

دراصل یہ سب کچھ ہمارا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔ جب تک ہم خود کو نہیں بدلیں گے نہ تو او آئی سی کچھ کر سکتی ہے اور نہ ہی انفرادی طور پر کوئی ملک کوئی کردار ادا کر سکتا ہے۔

محور: اسرائیل کو تسلیم کیے جانے کے حوالے سے حکومتی سطح پر مختلف سوالات اٹھائے جاتے رہے ہیں، اس ضمن میں پس چلمن کچھ کوششیں بھی ہوئیں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

ڈاکٹر اسرار احمد: اس بارے میں میرا تجزیہ یہ ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کیے جانے کے حوالے سے فیصلے ہمارے اپنے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہماری پالیسیاں کسی دوسری طاقت کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کو تسلیم کیے جانے کا معاملہ بھی ہمارے نہیں بلکہ اور کے پاس ہے۔ ہم تو صرف اشارۂ ابرو کے پابند ہیں۔ جیسا کہا جو کہا من و عن تسلیم کر لیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 16 ستمبر 2001ء کو سابق پاکستانی کمانڈو صدر جنرل مشرف نے علماء و مشائخ کا ایک وفد بلایا، جس میں مجھے بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ میں بالکل ان کے قریب والی کرسی پر بیٹھا تھا۔ شام کے وقت شروع ہونے والی اس گفتگو میں مختلف طبقہ فکر کے سو کے قریب علماء شامل تھے۔ سب نے باری باری اپنی آراء کا اظہار کیا اور آخر میں میرا نمبر آیا۔ اس وقت میرے اعصاب قابو میں نہ تھے اور چہرے پر غصے کی کیفیت نمایاں تھی۔ میں نے کھل کر کہا کہ "صدر صاحب اس کے بعد آپ کی باری بھی آنے والی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت ہو گی"۔ کیونکہ سانحہ نائن الیون کے پس پردہ یہودی لابی کارفرما ہے اور وہ اپنے مخصوص مقاصد کے تحت یہ سارا ڈرامہ کر رہی ہے۔ میرے غصے کی کیفیت پرویز مشرف کو بعد تک یاد رہی اور انہوں نے کسی دوسری نشست میں بھی کہا کہ "ڈاکٹر صاحب اس وقت نہایت غصے میں تھے"۔

محور: عالمی حالات میں ایٹمی پاکستان کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

ڈاکٹر اسرار احمد: میرا تو اس بارے میں ہمیشہ دوٹوک اور اٹل موقف رہا ہے کہ جب تک پاکستان میں سوشل جسٹس، سماجی انصاف کا صحیح نظام نافذ نہیں ہو جاتا اور اسلام اپنی صحیح پوزیشن میں نافذ نہیں ہوتا تب تک بین الاقوامی معاملات میں پاکستان کا کردار صفر رہے گا۔ پاکستان کی موجودہ صورت حال میرے لیے نہایت باعث تشویش ہو گئی تھی۔ خاص طور پر نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی شمولیت اور پھر پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے اٹھنے والے سوالات نے قنوطیت کی کیفیت طاری کر دی تھی، لیکن گزشتہ برس سے پاکستان میں اٹھنے والی تبدیلیوں نے امید کی ایک نئی کرن پیدا کی ہے۔

ویسے مجھے لگ رہا ہے کہ حالات جو بھی ہوں اب وقت اس آخری اور فیصلہ کن جنگ کا آ چکا ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے واضح پیشین گوئی فرمائی تھی۔ وہ یہ کہ آخری جنگ کا آغاز عالم عرب سے ہو گا اور اس میں کروڑوں لوگ قتل کر دیے جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت پر بھی وہ سارے حالات وارد ہوں گے جو سابقہ امتوں پر آ چکے ہوں گے، جیسا کہ ایک جوتی دوسری جوتی سے مماثل ہوتی ہے۔ میری امت بھی سابقہ امتوں کی اسی طرح مماثل بن جائے گی۔ ایسے میں مجھے یہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ وقت اب آ چکا ہے، جب سابقہ امتوں پر بیرونی طاقتیں ٹوٹ پڑتیں اور انہیں ملیامیٹ کر دیا جاتا۔ ہم پر ایک حملہ تاتاریوں نے کیا اور ہماری اینٹ سے اینٹ بجادی۔ پھر مشرقی یورپ سے برطانیہ، ہالینڈ اور فرانس جیسے ممالک نے جارحیت کی اور ہم اس کا شکار ہوئے اور بالکل ایسے ہی حالات کا شکار رہے جیسے ماضی میں دوسری قومیں رہ چکی ہیں۔ پھر جس طرح یہودیوں کا ہولوکاسٹ ہوا جس میں لاکھوں یہودیوں کو بقول ان کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، اب وہی ہولوکاسٹ عربوں کا ہو گا۔ اللہ کے عذاب کا پہلا کوڑا عربوں پر برسے گا۔ روایات میں آتا ہے کہ اس آخری جنگ میں اتنا قتل عام ہو گا کہ اگر ایک شخص کے سو

بیٹے ہیں تو ننانوے قتل ہو جائیں گے اور صرف ایک بچے گا۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اتنی لاشیں چاروں طرف پھیل جائیں گی کہ خدا کی پناہ۔ ایک نفاست پسند پرندہ جو مردار پر نہیں بیٹھنا چاہتا وہ اڑتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ تھک ہار کر جب اس کے بازو شل ہو جائیں گے تو وہ ان لاشوں ہی پر گر پڑے گا''۔ عرب چونکہ اس اعتبار سے بھی اولین حیثیت رکھتے ہیں کہ وہ قرآن کی زبان کو سمجھتے ہیں اور حقیقی حامل قرآن ہیں۔ وہ امت کا نیوکلیس اور مرکزہ ہیں۔ باقی امت کی حیثیت الیکٹران کی ہے۔

عرب کے بعد دوسرے نمبر پر پاکستان آتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد ڈالتے وقت ہم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ خدایا! ہم یہ ملک تیرے نام پر حاصل کر رہے ہیں۔ ہم اس ملک میں اسلام کا سماجی انصاف کا نظام قانون، قرآن نافذ کریں گے، نیز اس نوازئیدہ مملکت کو دنیا میں اسلام کا صحیح پلیٹ فارم بنائیں گے۔ لیکن آزادی حاصل ہو جانے کے بعد ہم نے قدم قدم پر بدعہدی کی۔ اس لیے عذاب کا دوسرا کوڑا پاکستان پر برسے گا، اور میرا خیال ہے کہ پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے وہ اسی بدعہدی کی پاداش ہے۔ اس وقت ہماری بقاء کا راز صرف اجتماعی توبہ میں ہے۔ ایک بار پھر اللہ سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نہ جانے فطرت ہمارے ساتھ کیا کرے گی اور ہمیں مزید کن کن ذلتوں سے گزرنا پڑے گا۔

محور: کیا ان سارے حالات میں جب کہ امت مسلمہ کچھ کر گزرنے سے عاجز ہے، مستقبل کا منظر نامہ کیا ہو سکتا ہے، کیا ''گریٹر اسرائیل'' کا منصوبہ زیادہ آسان ہو جائے گا؟

ڈاکٹر اسرار احمد : اسرائیل کے ''عظیم تر اسرائیل'' تصور میں ایک طرف شمالی حجاز مدینہ منورہ تک شامل ہے۔ دوسری جانب عراق، شام، ترکی کا کچھ حصہ، پورا فلسطین، مصر ایک بڑے حصے سمیت اسرائیل میں شامل کیا جانا ہے۔ احادیث کی رو سے یہ تو نظر آتا ہے کہ ''گریٹر اسرائیل'' قائم ہوگا۔ جب یہ قائم ہو جائے گا تو پھر حالات میں ایک نیا موڑ آئے گا، اور حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔ پھر مسیح دجال کھڑا ہوگا اور حضرت عیسیٰؑ اسے قتل کریں گے۔ امام مہدی کی نصرت اور مدد کے لیے لشکر مشرقی ممالک سے آئے گا۔ اب مشرقی ممالک میں ایران، افغانستان اور پاکستان و ہند سبھی شامل ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت امام مہدی کے ساتھ ان کے لشکر میں 80 علم ہوں گے اور ہر علم کے نیچے 12 ہزار سپاہ ہوگی۔ گویا ان کے لشکر کی کل تعداد ساڑھے نو لاکھ ہوگی۔ یہی بات مفکر اسلام حضرت علامہ محمد اقبال نے یوں کی تھی ؎

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادئ دور و دراز آید بروں

یعنی جب وقت کے مجدد کا ظہور دشت حجاز میں ہوگا تو امدادی قافلہ (یعنی فوجیں) اس دور دراز کی وادی یعنی وادئ سندھ سے جائیں گی۔ وادئ سندھ میں موجودہ پورا پاکستان اور کوہ ہندوکش کی مشرقی ڈھلوانوں تک کا علاقہ شامل ہے۔ اس لیے وہاں کے سارے دریا بھی دریائے سندھ میں شامل ہوتے ہیں۔

اسی دوران نزول مسیح ہوگا۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ ایک پتھر جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاج پوشی کی گئی تھی، بعد میں ٹائٹس کے دور میں اسے آئرلینڈ منتقل کیا گیا جہاں ہر بادشاہ کی تاج پوشی اسی پتھر پر ہوتی رہی۔ اب اسے ایک کرسی میں جوڑا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی پتھر پر اتریں گے یعنی اس کرسی پر انہیں بٹھایا جائے گا۔ عیسائی صلیب اٹھائے پھریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام انہیں کوسیں گے اور کہیں گے کم بختو! یہ تم نے کیا اٹھا رکھا ہے، میں تو زندہ ہوں، مجھے سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ زندہ اٹھایا گیا تھا۔ اس طرح عیسائی صلیب توڑ دیں گے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ جنگ میں اسی فیصد یہودی قتل ہو جائیں گے، جو باقی رہ جائیں گے وہ بھی اسلام قبول کر لیں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

✿✿✿✿✿

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس (پارٹ ۱)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تا کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

o کورس کا آغاز 13 اکتوبر 2008ء سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا، ان شاء اللہ

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم شعبۂ تدریس' قرآن اکیڈمی

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 3-5869501) email :irts@tanzeem.org

چیچنیا میں اسلام اور مسلمان (11)

سید قاسم محمود

1978ء میں سائبیریا کی جبری جلاوطنی سے واپس آنے کے بعد مسلمانوں نے ازسرِنو مساجد کی تعمیر کا آغاز کیا۔ انتہا پسند اشتراکیت نے جن مساجد کو مسمار کر دیا تھا، اُن کو ازسرِنو تعمیر کیا گیا۔ وہ پھر اپنے علماء کے گرد جمع ہونے لگے، جنہوں نے حکومت کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ روسی حکومت نے صوفیا کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے ابتدا میں صرف دو مسجدیں کھولنے کی اجازت دی۔ پہلی مسجد شہر بدلیھوردنی میں اور دوسری سورہوہی میں کھولی گئی۔ پھر شہر نوفیہ میں پانچ مسجدیں کھولنے کی اجازت دی گئی اور مسلمانوں کو صرف ان مساجد کی حدود تک دینی شعائر ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کے باوجود روسی حکمران اگر کسی عالم کو مقبول ہوتا دیکھ لیتے تو اُسے کسی نہ کسی الزام میں جیل میں بند کر دیتے یا اُسے قتل کرا دیتے۔ مسلمانوں کے متعلق روسی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کر لیں یا پھر تہذیبی اعتبار سے رُوسی کلچر کو اختیار کر لیں۔ خلاف ورزی کی صورت میں ان کو معاشی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا یا اُن کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا۔ اسلام سے مرتد ہونے والوں کے لیے خصوصی مراعات دی گئیں۔ اُن کو تمام ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ انہیں فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیا جاتا۔ اُن کے بچوں کی تعلیم وکفالت کا انتظام حکومت کے سپرد ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے ساتھ سختی برتی جاتی۔ اُن کے لیے کوئی رعایت نہ تھی۔ بچوں کو اُن کے والدین سے الگ کر کے دور دراز شہروں میں بھیج دیا جاتا۔ سرکار نے اوقاف کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کی تعلیم میں حکومتِ روس کی مداخلت

روسی حکومت نے چیچنیا کے مسلمانوں کے نظامِ تعلیم میں بھی مداخلت کی۔ نصابِ تعلیم سے دینی مضامین کو خارج کر دیا اور اِس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ نئی نسل اسلام اور اسلامی تعلیمات سے پوری طرح نابلد ہو جائے۔ اس مقصد کے تحت انہوں نے عربی زبان کے استعمال پر پابندی عائد کر دی، کیونکہ یہ قرآن کی زبان تھی۔ اس کی جگہ روسی زبان کو مسلط کر دیا، اور ہر طرح کی ملازمت کے لیے روسی زبان میں مہارت کو لازمی قرار دیا۔ عربی رسم الخط میں مقامی زبان لکھنے پر بھی پابندی تھی۔ خلاف ورزی کی صورت میں سخت ترین سزائیں دی جاتی تھیں۔ ملک کے تمام قرآنی مدارس بند کر دیے گئے۔ حفظ وتجوید سب ختم ہوئے۔ پورے قفقاز میں، چیچنیا سمیت صرف دو مدرسے باقی رہ گئے۔ ایک بخارا میں اور دوسرا تاشقند میں، جہاں تیس سے چالیس طلبہ کو ہر سال تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی۔

چیچنیا میں روسی مداخلت کے بعد امریکی صدر بل کلنٹن نے روس کے حق میں بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ چیچنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ روس کا داخلی معاملہ ہے

اسلام کو ختم کرنے کی روسی حکومت کی ان تمام کوششوں کے باوجود چیچنیا کے مسلمانوں نے عربی زبان اور اسلامی تہذیب کو ختم نہیں ہونے دیا، بلکہ علمائے دین نے خفیہ طور پر عربی زبان، قرآن، حدیث اور اسلامی تہذیب وتمدن کی تعلیم کا انتظام کیا، اور نئی نسل کی اسلامی خطوط پر تربیت کی۔ اُن کو قرآن کی زبان سکھائی اور روسی حکومت کے ناپاک ارادوں پر پانی پھیر دیا۔

روسی حکمرانوں نے پیداوار کے تمام وسائل پر قبضہ کر لیا۔ چیچنیا کے کاشت کاروں کو اُن کی فصل کی پیداوار سے محروم کر دیا۔ اُن کے ساتھ غلاموں کا سلوک کیا۔ کاشت کار لوگ سرکاری حکام کی مرضی کے مطابق کاشت کرتے اور جب فصل تیار ہو جاتی یا پھل پک جاتے تو روسی حکام تمام پیداوار لے جاتے اور کسانوں کے لیے بس اس قدر چھوڑتے کہ سانس کا رشتہ باقی رہے۔ یہاں کی زمین کافی زرخیز اور معدنیات سے بھرپور ہے۔ یہاں پٹرول، سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ کے قیمتی معدنی ذخائر موجود ہیں، جس کو رُوس نے اپنی اقتصادی ترقی کے لیے خوب استعمال کیا۔ اگر کوئی کاشت کار اپنی غربت اور بدحالی کی شکایت کرنے کی جرأت کرتا تو اس کی سزا موت ہوا کرتی تھی۔ مقامی بازاروں پر رُوسی فوجوں کا قبضہ ہوتا۔ لہٰذا انسان وہی سامان خرید سکتا تھا جو اُن کے لیے متعین تھا، اور وہی چیز کھا سکتا تھا جو ان کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ وہ اپنی ضرورت، مرضی اور خواہش کے مطابق کوئی چیز نہیں خرید سکتا تھا۔

علماء کرام کی خدمت

ابتدا ہی سے علماء نے رُوسی سامراج کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور بعض اہم کامیابیوں سے بھی ہمکنار ہوئے۔ روسی سامراج کے خلاف اِس طرح کی مقابلہ آرائیوں کی قیادت شیخ منصور نے کی اور 1785ء میں انہوں نے رُوسی فوج کا زور ختم کر دیا۔ 1787ء میں قرم میں دولتِ عثمانیہ اور رُوس کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ امام منصور رُوسی فوجیوں پر خفیہ حملے کر کے ان کے حصار کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے، جس کی بدولت دولتِ عثمانیہ کی اسلامی فوجوں کو شیخ منصور کی فوجوں کے ساتھ ملنے کا موقع مل گیا اور اس کے بعد رُوسی فوجوں کو باقی علاقوں سے بھی اپنی حصار بندی کو اٹھانے کے لیے مجبور ہونا پڑا۔ امام منصور اپنی فوجوں کے ساتھ برابر جہاد کرتے رہے، یہاں تک کہ 1791ء میں اُن کو قید کر لیا گیا۔ سپیشل کورٹ نے اُن کو عمر قید کی سزا دی۔ 1793ء میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

روسی سامراج کے خلاف قاضی القضاۃ ملا محمد کمراوی نے بھی زبردست فوجی معرکہ آرائی کی، یہاں تک کہ دین وملت کی حفاظت کرتے ہوئے 1834ء میں جامِ شہادت نوش کیا۔ اُن کے بعد اُن کے شاگرد حمزہ خزاجی نے اس سلسلے کو جاری رکھا۔ اپنے ملک کو رُوسی سامراج سے آزاد کرانے کے ضمن میں متعدد معرکوں میں حصہ لیا، یہاں تک کہ 1835ء میں شہید ہو گئے۔

ملا محمد کمراوی کے دوسرے شاگرد شیخ محمد شامل (جو امام شامل کے نام سے مشہور ہیں) بھی ایک ماہر فوجی کمانڈر، بے مثال قائد اور زبردست مجاہدِ آزادی تھے۔ وہ دشمن کی نفسیات سے بخوبی واقف تھے۔ وہ اُن کے ارادوں اور

سازشوں کو بھانپ لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے جنگی منصوبوں اور شاندار کامیابیوں کے ذریعے دشمن کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ امام شامل نے روسی فوجوں سے معرکہ آرائی کے دوران بارہا نصرت و کامیابی کے پرچم لہرائے۔ انہیں "مشیرِ قفقاز" کہا جاتا ہے۔

امام شامل کے رفقاء میں حاجی مراد کا نام بھی قابل ذکر ہے، جن کی دلیری اور شجاعت پر ٹالسٹائی نے ایک ناول لکھا تھا، جس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ حاجی مراد کو پانچ سو شہسواروں کے ساتھ "اوان صتول" میں قلعے کے اندر محفوظ روسی فوجوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔ یہ مردِ مجاہد اپنے شیر صفت جوانوں کے ساتھ کسی طرح قلعے کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا اور وہاں موجود دشمنوں کو اپنی تلواروں کی نوک پر لے لیا۔ دشمنوں میں کوئی نہیں بچا، مگر جس نے اپنی جان کی امان طلب کی۔

امام شامل اور اُن کے رفقاء پچیس سال تک مسلسل رُوسی فوجوں سے لڑتے رہے، اور جب اُس کے اسلحہ و بارود کے ذخائر ختم ہو گئے تو وہ پہاڑوں کی طرف نکل گئے اور پھر یہاں سے دس سال تک رُوسی فوج سے لڑتے رہے۔

مسلمانوں کے متعلق روسی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کر لیں یا پھر تہذیبی اعتبار سے رُوسی کلچر کو اختیار کر لیں

چیچنیا کے خلاف رُوس کی موجودہ جنگ

1990ء میں سوویت یونین کی تحلیل ہو گئی۔ اس میں شامل مسلم ممالک نے اطمینان کا سانس لیا۔ ہر مملکت نے اپنے مستقبل کے متعلق سوچنا شروع کیا اور انہوں نے کامل آزادی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ بعض مملکتوں کی طرح چیچنیا نے بھی فوری طور پر اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ 25 نومبر 1990ء کو یہاں کے باشندوں نے ایک عوامی قومی کانفرنس منعقد کی جس میں چیچنیا اور انگوشیا کے تمام افراد کے نمائندے موجود تھے۔ کانفرنس نے چیچنیا کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ پارلیمانی طرزِ حکومت کی سفارش کی۔ جنرل جوہر دودائیف نے روسی فوج سے استعفاء دے دیا اور چیچنیا کی عوامی کانفرنس کمیٹی کے صدر ہو گئے اور پھر اپنی پوری زندگی چیچنیا کے عوام اور یہاں کی سرزمین کی مطلق آزادی کے لیے وقف کر دی اور بارہا کہا کہ سابق سوویت یونین سے الگ مستقل اسلامی جمہوریہ چیچنیا کے قیام کا وقت آ گیا ہے۔

چیچنیا کی جانب سے کامل آزادی کا اعلان سنتے ہی روسی حکومت پاگل ہو گئی۔ مسلمانوں کے خلاف اُن کی دیرینہ دشمنی اور بغض و نفرت عود کر آئی اور اُس نے طے کیا کہ یہ جمہوریہ روس کے ماتحت رہے گی۔ روس نے اِس مملکت کے وجود میں آنے سے قبل ہی اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اُس کے لیے درج ذیل اقدامات کیے:

1۔ انگوشیا کے عوام کو چیچنیا سے الگ ہو جانے کی ترغیب دی
2۔ چیچنیا کے عوام کا سیاسی طور پر محاصرہ کیا
3۔ چیچنیا کی سرحدوں پر کثیر تعداد میں روسی فوج کو تعینات کر دیا
4۔ جنرل دودائیف کی حکومت کی مخالف پارٹی کی مدد کی
5۔ فوجی مداخلت شروع کر دی۔

روس نے چیچنیا کی آزادی اور خود مختاری کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ صدر بورس یلسن نے 18 نومبر 1991ء کو ایمرجنسی کا اعلان کر دیا۔ دو ہزار روسی سیکیورٹی فورس کو چیچنیا میں اتار دیا، تاکہ اُن کی آزادی کو کچل دیا جائے اور یہ ملک ایک بار پھر روس کے ماتحت ہو جائے، لیکن چیچنیا کے مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے حملہ آور رُوسی فوجوں کا محاصرہ کر کے اُن کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اور اُن کو قیدی بنا لیا۔ کچھ دن کے بعد یہ فوجیں رُوس واپس چلی گئیں۔

روس نے 15 اکتوبر 1994ء کو حزبِ اختلاف کی مدد کرنے کے بہانے فوجی مداخلت کی کوشش کی۔ 26 نومبر 1994ء کو جدید ترین اسلحے اور ساٹھ بھاری ٹینکوں کے ساتھ داخل ہو گیا۔ دوسری طرف صدر دودائیف کی قیادت میں اسلامی فوجیں صف آرا ہو گئیں اور رُوسی فوجوں کو زبردست شکست ہوئی۔ اُن کے 35 ٹینک تباہ ہو گئے اور باقی پر اسلامی فوجوں کا قبضہ ہو گیا، لیکن فوجی حملوں کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

چیچنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت روس کے لیے مزید پریشانی کا سبب بن گئی۔ اسے اندیشہ ہونے لگا کہ اس ملک کی آزادی کے بعد قفقاز کی دیگر اسلامی سلطنتیں بھی آزادی و علیحدگی کا اعلان کر دیں گی۔ پھر یہ مسلم علاقے تیل، سونا چاندی، لوہا جیسے بیش قیمت معدنیات سے مالا مال تھے۔

روس کسی قیمت پر بھی چیچنیا کی آزادی کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ روس کی طرف آذربائیجان اور دیگر ملکوں سے سپلائی ہونے والے تیل کے پائپ بھی چیچنیا سے ہو کر ہی گزرتے تھے۔ رُوس اِس چھوٹی سی ریاست کو اس بات کی اجازت کیونکر دے سکتا تھا کہ اُس کے تیل کے کنوؤں اور پائپ لائنوں پر اس کا قبضہ ہو جائے۔

آذربائیجان اور قفقاز کے دیگر علاقوں کو رُوس سے ملانے والی ریلوے لائن بھی چیچنیا سے ہو کر گزرتی تھی اور چیچنیا کی آزادی کی صورت میں اس ریلوے لائن پر اس کا قبضہ ہو جاتا۔

روس کے اکثر الیکٹرک اور ایٹمک پاور سٹیشن بھی چیچنیا ہی میں تھے، جہاں سے روس اور قفقاز کے علاقوں کو بجلی سپلائی ہوتی تھی۔ سوویت یونین کی تحلیل سے قبل ریڈ انڈین کا یہ بہت بڑا اڈہ تھا۔ یہاں میزائلوں اور بھاری اسلحے کا ذخیرہ تھا جس پر 1991ء کے بعد چیچنیا نے قبضہ کر لیا۔

ان تمام اسباب و عوامل کے پیش نظر روسی صدر بورس یلسن نے چیچنیا کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا۔ روسی وزیر دفاع گراتشوف نے چیچنیا کے خلاف روسی جنگ کا اعلان کر دیا۔

9 جنوری 1995ء کو روسی فوجیں اپنے جنگی طیاروں اور بھاری ٹینکوں کے ساتھ حرکت میں آ گئیں۔ اور دارالحکومت غروزنی پر سخت حملے کیے لیکن مجاہدین کے سامنے شکست کا سامنا ہوا۔

امریکی صدر بل کلنٹن نے روس کے حق میں بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ چیچنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ روس کا داخلی معاملہ ہے۔

21 اپریل کی شب کو غروزنی شہر سے 35 کلومیٹر دور ایک قصبے میں روسی فضائیہ کی زبردست گولہ باری سے بلادِ قفقاز کا مایہ ناز قائد، صدر جنرل دودائیف نے جام شہادت نوش کیا۔ روس نے چیچنیا میں بڑے پیمانے پر باقاعدہ فوجی مداخلت کا فیصلہ امریکا اور برطانیہ سے مشورے کے بعد کیا۔

سوال یہ ہے کہ امریکا، برطانیہ اور روس کو اس چھوٹے سے اسلامی ملک کی آزادی سے کیا خطرہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ آج مغرب نے اسلام کو اپنا سب سے بڑا دشمن مان لیا ہے، اور خصوصاً امریکا نے تو "تہذیبوں کے تصادم" کے حوالے سے بزعم خود صلیبی جنگ کا آغاز کر رکھا ہے۔ لیکن کشمیر، فلسطین، فلپائن، بوسنیا اور چیچنیا کے مجاہدین ہر مورچے پر اُن کا مقابلہ دلیری اور شجاعت سے کر رہے ہیں۔

ان شاء اللہ تمام سازشوں اور حربوں کے باوجود آخر کار فتح مجاہدین کی ہوگی۔

آرزو

ہارون الرشید

خودکو کس بری طرح ہم نے برباد کیا ہے، غیروں پہ انحصار سے، خوئے غلامی سے، پارلیمان، عدلیہ اور عوام کو زنجیریں پہنا کر۔ یہ راز ہم پر کب کھلے گا کہ نشوونما صرف آزاد اقوام کا مقدر ہوتی ہے۔

پارلیمنٹ کو کوئی پوچھتا کیوں نہیں؟ دو دن کے بعد پارلیمان کا مشترکہ اجلاس ہوگا۔ اس سے پہلے سینٹ اور قومی اسمبلی کے معزز ارکان کو یہ سوال خود سے پوچھنا چاہیے۔ برصغیر کے اس عظیم دماغ، اقبال نے، قدرت نے جسے کارِ تجدید سونپا تھا، پارلیمان کو اجتہاد کا اہل قرار دیا تھا۔ ایک ٹی وی مذاکرے میں، کل ڈاکٹر مبشر حسن نے کہا: خواہ تلوار لٹکا دی جائے، میں بے پڑھے لکھے ارکان اسمبلی کو دینی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دوں گا۔ غنوی بھٹو کے پیروکار ڈاکٹر مبشر حسن اور ایسی دینی حمیت؟ ہمیں معلوم نہ تھا لیکن ان کی اس دلیل کا کیا جواب کہ ان میں سے اکثر کم علم ہیں......اور بلاشبہ ایسے لوگ جنہوں نے خود کو اور قوم کو حالات کے اور حکمرانوں کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو پرسوں کے اجلاس میں شعور کا پرچم لہرائیں اور عملاً ڈاکٹر صاحب کی تردید کر دیں۔

اگر ڈھنگ کی کوئی پارلیمنٹ ہو اور ظاہر ہے کہ یہ سیاسی جماعتوں کو جمہوری بنانے سے ہوگا۔ چلئے یہ بھی نہ سہی، اگر ارکان پارلیمنٹ میں سے کچھ کی خودی جاگ اٹھے؟ جنرل محمد ضیاء الحق کی نامزد مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس تھا۔ اصغر خان کی تحریک استقلال سے تعلق رکھنے والے ایک رکن نے اپنا گریبان چاک کیا اور سینہ کوبی کی۔ سوال اس نے یہ کیا کہ فوجی حکمران کو پارلیمانی نظام کی بساط لپیٹنے کا حق کس نے دیا۔ چنگاری بھڑکی تو شعلے بلند ہوگئے۔ واقعہ یہ ہے کہ 1985ء کے الیکشن میں مجلس شوریٰ کے دباؤ کا کردار بھی بہت تھا۔ ہم زود فراموش سبھی کچھ بھول جاتے ہیں۔ مرحوم جنرل کے بقول جن کے شجرہ ہائے نسب جانچ لیے گئے تھے، اگر انہیں بھول گئے تو عجب کیا؟

پارلیمنٹ کا اجلاس بریفنگ کے لیے بلایا ہے۔ ہمارا خوشگوار تجربہ یہ ہے کہ تناظر الگ مگر بریفنگ دینے والے فوجی افسر صداقت سے کام لیتے ہیں۔ منتخب اور محترم نمائندوں کو ان معلومات کی ضرورت بہت ہے۔ فقط انہی پر غور کر لینے سے وہ ایک موزوں پالیسی تشکیل دے سکتے ہیں۔ صرف اتنا انہیں کرنا ہے کہ لاتعلقی ترک کر دیں۔ ان معلومات پر غور فرمائیں، ریاضت کریں اور ضروری سوالات پوچھنے میں تامل کا مظاہرہ نہ کریں۔ سیکھتا وہی ہے جو سوال کرتا ہے اور اہل نظر یہ کہتے ہیں کہ غور و فکر زندگی کا افضل ترین وظیفہ ہے۔ یقین علم سے جنم لیتا ہے، راستے غور و فکر سے کھلتے ہیں اور علم کا راستہ تجسس کی شاہراہ سے گزرتا ہے۔ صدیاں گزر گئی ہیں۔ ہم نے سپر ڈال رکھی ہے اور دماغ سوزی کا فریضہ دشمن کو سونپ رکھا ہے۔ اس سے ہم نفرت کرتے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر رحم کرے۔ بے نظیر بھٹو کی تصویر، صدر آصف علی زرداری عالمی نمائندوں کے سامنے لہراتے ہیں اور رحم کی التجا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ بھارت سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ پھر کس سے خطرہ ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ایٹمی پروگرام کس لیے آغاز کیا تھا۔ 1971ء میں پاکستان کو دولخت کس نے کیا۔ 1948ء میں جموں شہر کے باہر دو لاکھ مسلمانوں کو ذبح کس نے کیا جو اپنی جانوں کے سوا کچھ اٹھا نہ لائے تھے۔ محمد علی جناح نے کہا تھا: سیاست میں آخری چیز طاقت ہوتی ہے۔ کیا زرداری صاحب کا خیال ہے کہ التجا؟

صدر، وزیراعظم، سپہ سالار اور خان اعظم اسفند یار ولی خان نے اعلان کیا کہ دہشت گردوں کا مقابلہ باہمی اتحاد سے کیا جائے گا۔ باہمی اتحاد؟ قاف لیگ کا مخبر یہ کہتا ہے کہ گزشتہ ہفتے زرداری صاحب نے دوبار چودھری شجاعت سے فون پر بات کی۔ چودھریوں کا مسئلہ یہ ہے کہ جناب وجاہت حسین کی کھال بچالی جائے۔ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں جنہوں نے وجاہت فورس تشکیل دی اور ان لوگوں پر مشتمل، جن کے خلاف خود چودھری اقتدار میں سنگین جرائم کے مقدمات درج ہوئے۔ دوسرا ہدف ان کا یہ ہے کہ پنجاب میں شریف خاندان کا اقتدار سمیٹ دیا جائے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ وزارت اعلیٰ مونس الٰہی کو ملے گی۔ اندر کی بات یہ ہے کہ شہباز شریف کی برطرفی کے سوا کوئی شرط ہی نہیں۔ ایک دوسری صورت بھی کہ خود نواز شریف ہی چودھریوں کی "باوقار" واپسی کا اذن دیں۔ وہی مغلوں کا عہد، حکومت کی تبدیلی کے ہنگام، جنگی سرداروں کا جوڑ توڑ۔ ٹائن بی نے سچ کہا تھا، برصغیر میں تاریخ کے موجودہ اور گزرے ادوار باہم دگر پیوست جیتے ہیں۔ وہی سوریوں، خلجیوں اور لودھیوں کا زمانہ۔ جمہوری دور میں ہم داخل ہی کب ہوئے۔ ایک محمد علی جناح تھے جو قانون کی پیروی میں جیتے تھے۔ پھر جاگیردار لوٹ آئے، وہی مغلوں کے سورما۔ ایک فرق البتہ رہا مغلوں کا اقتدار مکمل اور مضبوط تھا، مسلمان جس میں محفوظ۔ پھر مسلم اقتدار میں شہاب الدین غوری، بلبن اور محی الدین اورنگزیب ایسے اہل حمیت تھے۔

اگر زرداری صاحب امریکہ سے ہم آہنگ ہیں اور افواج پاکستان پینٹاگون سے تو ہم کون ہیں اور کہاں کھڑے ہیں۔ کیا ہماری کوئی ہستی، کوئی شخصیت، کوئی تہذیب، کوئی عقیدہ بھی ہے۔ کیا ہم واقعی ایک قوم ہیں، ایک آزاد ملک؟ سینہ کوبی نہیں، عزم چاہیے اور حکمت و تدبیر۔ خود پر اور اپنے خدا پر بھروسہ۔ 1940ء کے عشرے کی طرح جب استعمار کے پروردہ جاگیرداروں کو اٹھا پھینکا اور محمد علی جناح کو لیڈر مان لیا گیا۔ جب خدا کی مخلوق گھروں سے بے تابانہ نکلی۔ جب اپنے سکے اور اپنے پرچم کے بغیر گھروں کو واپس جانے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ اگرچہ ایک دن میں ایسا نہ ہوا تھا، اس موج کے پیچھے اقبال اور قائداعظم کی ریاضت کے چار عشرے تھے۔ اقبال جس نے مسلمانوں کو اپنی ذات کا شعور بخشا۔ بھولا ہوا پیغام انہیں یاد دلایا۔ یاد دلایا کہ وہ عظیم ترین مقصد حیات کے حامل ہیں۔

دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم شریفوں کے، چودھریوں کے اور بھٹو خاندان کے غلام رہیں یا پارلیمان اٹھے اور عزت نفس کا مظاہرہ کرے۔ وہ اقبال کی امید اور تمنا پوری کرے کہ اجتہاد کا منصب اسے سونپا جا سکے۔ وکلاء کی بے مثال جدوجہد سرخرو ہو اور عدالتیں آزاد ہو جائیں۔ گھروں، دفتروں اور ہوٹلوں میں کڑھنے والے تعلیم یافتہ

لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہو جائیں اور انہیں بدل ڈالیں۔ دوسرا دھول اور ناکامی سے بھرا راستہ وہ ہے، جس پر ہم لوگ پہلے ہی گامزن ہیں۔ بے بسی سے ڈھلوان کے حوالے۔ ایک شخص تو موجود ہے، کم از کم ایک شخص تو ہے عمران خان جو سیاست میں محمد علی جناح کے راستے پر گامزن ہونے کا عزم رکھتا ہے۔ ہزاروں اور بھی ہیں۔ لاکھوں دوسرے بھی جو ابھی متذبذب کھڑے ہیں۔ کب تک وہ متذبذب کھڑے رہیں گے۔ کب تک ہمارے دشمن ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ دو راستے ہیں یا خوف کے عالم میں اپنی ذاتی زندگی جی لیں، عافیت پسندی کو شعار رکھیں یا رزم گاہ میں اتریں، اس ملک کو بچالیں اور سنوار ڈالیں۔ قومی اتحاد مطلوب ہے تو راستہ سامنے ہے۔ کسی اور سے نہیں زرداری صاحب کو میاں محمد نواز شریف اور محمود اچکزئی سے بات کرنی چاہیے، پھر بے شک چودھری شجاعت حسین سے۔ نواز شریف اور اے پی ڈی ایم کے سربراہ محمود اچکزئی استحکام کے حامی ہیں۔ حکومت کو وہ ہٹانا نہیں چاہتے۔ مشکل مگر یہ ہے کہ اے پی ڈی ایم اور ن لیگ ذرا سی قومی خودداری کی بات کریں گی۔ اے این پی، جمعیت علمائے اسلام اور ایم کیو ایم موجودہ حکومتی پالیسیوں کے ساتھ آسودہ ہیں، انکل سام کے ساتھ آسودہ ہیں۔ انہیں کوئی اعتراض نہیں کہ فاروق نائیک اور ملک رحمٰن حکومت فرمایا کریں۔

امریکی طیارے قبائل پہ بم برساتے ہیں۔ مذہبی جماعتیں قبائلی غنڈوں کا نام لینے میں متامل ہیں جن میں سے بعض کو "را" اور "موساد" سے روپیہ ملتا ہے۔ ہر اہم سیاسی لیڈر کی زندگی خطرے میں ہے۔ 14 اگست کو بارود سے بھری ایک گاڑی کو عمران خان سے ٹکرا جانا تھا۔ سیکیورٹی افسر روتے رہے کہ خان ان کی بات نہیں سنتا اور جلوس نکالنے پر تلا ہے۔ نظم و نسق کا عالم یہ کہ خفیہ ایجنسی نے، میریٹ ہوٹل پر حملے کے دن، ایوان صدر، ایوان وزیر اعظم اور آئی جی اسلام آباد کو ساڑھے دس بجے صبح حادثے کے اندیشے سے مطلع کر دیا تھا مگر کچھ بھی وہ کر نہ سکے۔ ہفتے کا دن لاہور والوں نے اس طرح گزارا کہ سارا وقت بموں کی افواہیں پھیلتی رہیں، ٹریفک جام ہوتی رہی اور بچے ماؤں سے بچھڑتے رہے۔ ریڈ کراس نے پاکستان کو جنگ زدہ بتایا ہے، تجارت ٹھپ، سرمایہ پیہم ملک سے فرار ہوتا ہوا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ سیاسی جماعتیں باہم بات چیت سے مفاہمت کا ماحول تخلیق کریں جو حسن نیت اور چند ہفتوں کی ریاضت کے فاصلے پر واقع ہے۔

بھیک کا کشکول اٹھائے ہم دنیا کے سامنے کھڑے ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑے نہری نظام اور سب سے زیادہ فی کس زیر کاشت رقبہ رکھنے والا ملک ہاتھ جوڑے بیس بلین ڈالر کا قرض مانگ رہا ہے۔ صرف تھر کا کوئلہ کم از کم پانچ ہزار بلین ڈالر کی مالیت رکھتا ہے لیکن چینیوں کی تجاویز افسر شاہی کی فائلوں میں پڑی سسکتی ہیں۔ افراتفری اور بے یقینی کے چار عشروں میں کم از کم دو سو بلین ڈالر ملک سے چلے گئے۔ اتنے ہی سمندر پار پاکستانیوں نے کما کر بچار کھے ہیں۔

دنیا کی ذہین ترین اقوام میں سے ایک قوم اور اس قدر رسوا۔ اقبالؒ کہتے ہیں: خدا کی بارگاہ میں، میں نے فریاد کی تو جواب ملا، اس قوم کے سینوں میں دل تو ہیں مگر خواب کوئی نہیں۔

دل دارند و محبوب نہ دارند

1964ء میں نوبل انعام جیتنے والے ماہر اقتصادیات نے کہا تھا: اگر کوئی ملک کیلیفورنیا کی طرح خوشحال ہونے کا امکان رکھتا ہے تو وہ صرف پاکستان ہے۔ خود کو کس بری طرح ہم نے برباد کیا ہے۔ غیروں پہ انحصار، خوئے غلامی۔ ہم پر یہ راز کب کھلے گا کہ صرف آزاد اقوام ہی نشوونما پاتی ہیں، جب وہ قانون کی پابندی کو شعار کر لیں، اگر پارلیمان بروئے کار آئے، اگر اجتماعی ضمیر جاگ اٹھے۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

خوشخبری

دینی و عصری علوم کی منفرد دانش گاہ

کُلّیۃ القرآن (قرآن کالج)

اسال بورڈ/ یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم کا آغاز بھی کیا جا رہا ہے

قیام و طعام کی سہولت موجود ہے

191 اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔ فون: 5833637 (042)

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے حسین امتزاج کی ایک منفرد کوشش

خصوصیات

- ☆ تجربہ کار اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ
- ☆ قرآنی موضوعات پر خصوصی لیکچرز و عملی رہنمائی
- ☆ تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام
- ☆ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے بہترین مواقع
- ☆ علوم اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم یعنی درس نظامی مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے
- ☆ اسباق وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ کے نصاب کے مطابق
- ☆ خوبصورت عمارت اور کلاس روم
- ☆ کمپیوٹر لیب ☆ بہترین اور مکمل لائبریری
- ☆ کانفرنس روم کا استعمال
- ☆ اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی
- ☆ رہائش کے لیے بہترین، ہوادار اور روشن کمرے
- ☆ خوراک حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق
- ☆ طلبہ کی تدریسی ضروریات پوری کرنے میں معاونت
- ☆ وقت کا مؤثر استعمال
- ☆ مواقع تفریح کی فراہمی

شرائط داخلہ

- ☆ دینی مدارس کے طلبہ درجہ اولیٰ کے لیے درجہ متوسط اور درجہ ثانیہ کے لیے درجہ اولیٰ پاس ہونا لازمی ہے، یا
- ☆ دیگر تعلیمی اداروں سے کم از کم مڈل
- ☆ اپنے علاقے کے عالم دین سے یا سابقہ مدرسہ سے تصدیق نامہ
- ☆ سرپرست کی طرف سے ضمانت نامہ
- ☆ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

مقامی و دیگر شہروں کے طلبہ کے لیے درجہ اولیٰ اور ثانیہ (میٹرک) میں نئے تعلیمی سال کے داخلے جاری ہیں

معلومات داخلہ

- ☆ داخلہ اسال شعبان سے لے کر 20 شوال تک جاری رہیں گے
- ☆ 21 شوال کو ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگا ان شاء اللہ
- ☆ 22 شوال کو رزلٹ کا اعلان ہوگا
- ☆ 25 شوال سے اسباق کا آغاز ہوگا ان شاء اللہ
- ☆ تفصیلی معلومات کے لیے ناظم اعلیٰ کلیۃ القرآن / ناظم شعبۂ الطلاب قرآن اکیڈمی لاہور سے رابطہ کریں!

دیگر شہروں میں رابطہ مراکز:

- کراچی: قرآن اکیڈمی، DM-55 درخشاں، خیابان راحت، فیز 6، ڈیفنس کراچی۔ فون: 3-5340022(021)
- پشاور: 18-A ناصر مینشن، شعبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2۔ فون: 2214495 (091)
- ملتان: قرآن اکیڈمی، 125 نمبر A کالونی، فون فیکس: 6520451(061)
- فیصل آباد: انجمن خدام القرآن، قرآن اکیڈمی روڈ، سعید کالونی نمبر 2۔ فون: 8520869(041)
- اسلام آباد: 31/1 فیصل آباد ہاؤسنگ سکیم 1-8/4، فون: 4434438(051)

برائے رابطہ

ناظم اعلیٰ کُلّیۃ القرآن (قرآن کالج)
L-191 اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 5833637 - 5860024 (042)

ذیلی دفتر: ناظم شعبۂ الطلاب قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-5869501(042)
فیکس: 5834000(042) ای میل: lrts@tanzeem.org

پیر و مرید

[بالِ جبریل]

مریدِ ہندی

کاروبارِ خسروی یا راہبی؟ کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی؟

پیرِ رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ مصلحت در دینِ عیسیٰؑ غار و کوہ

مریدِ ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب و ِگل؟ کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیرِ رومی

بندہ باش و بر زمیں رَو چوں سمند! چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند

مریدِ ہندی

سِرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

پیرِ رومی

پس قیامت شو قیامت را بہ بیں! دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

مریدِ ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی صیدِ مہر و ماہ کرتی ہے خودی!
بے حضور و با فروغ و بے فراغ! اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

پیرِ رومی

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس لیکن اوکے گنجد اندر دامِ کس!

مریدِ ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیرِ کائنات کس طرح محکم ہو ملّت کی حیات؟

پیرِ رومی

دانہ باشی مرغکانت بر چنند! غنچہ باشی کودکانت برکنند!
دانہ پنہاں کن سراپا دام شو! غنچہ پنہاں کن گیاہ بام شو!

مریدِ ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش طالبِ دل باش و در پیکار باش!
جو مرا دل ہے مرے سینے میں ہے میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیرِ رومی

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست
تو دلِ خود را دلے پنداشتی جستجوئے اہلِ دل بگذاشتی!

1۔ مرید دریافت کرتا ہے کہ دینِ اسلام کی غرض و غایت اور مقصد کیا ہے؟ اسلام انسانوں کو تارکِ دنیا اور راہب بنانا چاہتا ہے یا مالکِ دنیا؟ پیر رومی جواب دیتے ہیں کہ ہمارے دین کا مقصد یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کر کے دنیا میں سربلندی اور شکوہ حاصل کرے۔ ترکِ دنیا یا رہبانیت کی تعلیم تو حضرت عیسیٰؑ

کے دین میں پائی جاتی ہے۔ اسلام اس کا حامی نہیں ہے۔

2۔ مرید دریافت کرتا ہے کہ انسان نفسِ امارہ کو کس طرح مغلوب کر سکتا ہے یعنی اپنے دل کو کس طریقے سے زندہ رکھ سکتا ہے۔

پیر جواب دیتے ہیں کہ رب العزت کے احکام کی پیروی اس طرح کر، جیسے زمین پر گھوڑا اپنے سوار کے اشارے پر چلتا ہے۔ جدوجہد اور عمل سے گریز نہ کر۔ دوسروں کا اس طرح محتاج اور دست نگر نہ بن، جس طرح کسی فرد کا جنازہ دوسروں کی گردن کا بوجھ بن جاتا ہے۔ یہی عوامل ہیں جن کے ذریعے زندگی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

3۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ میری سمجھ میں تو آج تک دین کا بھید ہی نہیں آیا۔ پھر قیامت پر کس طرح سے قلبی یقین آ سکتا ہے۔

مُرشد رومی جواب دیتے ہیں کہ تُو خود قیامت بن جا۔ اپنی ذات میں ایسا انقلاب پیدا کر لے جو قیامت کے ضمن میں متوقع ہے۔ اس کے بعد تجھے خود بخود قیامت پر یقین آ جائے گا، اور یہ معرفت بھی حاصل ہو جائے گی کہ دین کیا ہے اور قیامت کیا ہے۔

4۔ مرید ہندی دریافت کرتا ہے کہ جب خودی اپنے انتہائی عروج تک جا پہنچتی ہے تو اس کی رسائی آسمانوں تک ہو جاتی ہے، جہاں پہنچ کر وہ چاند اور سورج کو بھی اپنے زیرِ نگیں کر لیتی ہے۔ مُراد یہ کہ جذبہ خودی کا اوجِ کمال تک پہنچنا افلاک سے لے کر سورج اور چاند پر گرفت حاصل کرنے کے مترادف ہے، لیکن جب اُسے بارگاہِ خداوندی میں حضوری کا شرف حاصل نہیں ہوتا اور فراغت میسر نہیں آتی تو اپنے افکار کے ہاتھوں ہی پریشان حالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

پیر رومی جواب دیتے ہیں، اگر شکار کے لائق کائنات میں کوئی شے ہے تو وہ عشقِ حقیقی ہے، لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ عشقِ حقیقی تو ہر حال میں کسی کی بھی پہنچ سے باہر ہے۔ وہ کس طرح کسی کے جال میں سما سکتا ہے۔

5۔ پیرو مرشد! آپ پر تو پوری طرح واضح ہے کہ کائنات کی حقیقت کیا ہے۔ اتنا بتا دیجیے کہ قومی زندگی کے استحکام کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں کہ اگر تُو تخریب کاروں کی گرفت سے بچنا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو محفوظ رکھ۔ اس صورت میں جو بھی تیرا تعاقب کرے گا، خود ہی تیرے جال میں پھنس کر رہ جائے گا۔ اگر تیری ہیئت دانے کی مانند ہو تو ظاہر ہے کہ اسے پرندے کب چھوڑیں گے۔ کلی کی شکل اختیار کر لے تو چھوٹے چھوٹے بچے تجھے نوچ پھینکیں گے۔ اِس صورت میں لازم ہے کہ اپنا بسیرا کسی ایسی بلندی پر اُستوار کر، جو دوسروں کی دسترس سے باہر ہو۔ قوموں کا استحکام اسی صورت میں ممکن ہے کہ اپنے دفاع کی تمام ممکن تدبیریں اختیار کر لی جائیں۔

6۔ پیرو مرشد! یہ خود آپ ہی کا ارشاد ہے کہ دل کو تلاش کر! اور آپ ہی کا فرمان ہے کہ دل کا طلب گار رہ! اور اس ضمن میں جو رکاوٹیں درپیش ہوں، اُن کی مزاحمت کے لیے مستعد رہ۔ جب کہ میرا دل تو خود میرے سینے میں موجود ہے اور مجھ میں جو جوہر موجود ہے، وہ اسی آئینے میں فروزاں نظر آتا ہے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں، مانا کہ تیرے سینے میں دل بھی موجود ہے، لیکن یہ حقیقت جان لے کہ دل محض اس گوشت کے ٹکڑے کو نہیں کہتے جو انسان کے پہلو میں دھڑکتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دل کا حقیقی مقام عرشِ معلی ہے، نہ کہ وہ پستی میں رہتا ہے۔ بالفاظِ دیگر دل کا تعلق تو بالواسطہ رب العزت سے ہے نہ کہ اس عالمِ فانی سے۔ جہاں تک میرے قول کا تعلق ہے، تُو نے اسے غلط سمجھا ہے اور اسی پس منظر میں اپنے دل کو روایتی دل تصور کر لیا ہے۔ میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ اہلِ دل کو تلاش کر، اور المیہ یہ ہے کہ وہ تلاش تُو نے ترک کر دی ہے۔ (جاری ہے)

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے نئے رفقاء کے ساتھ تعارفی نشست

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام 17 اگست 2008ء کو دفتر حلقہ میں تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لیے تعارفی نشست منعقد کی گئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں رفقاء نے باری باری اپنا مختصر تعارف کرایا۔ تعارف کے بعد تنظیم اسلامی اسلام آباد شمالی کے امیر عظمت ممتاز ثاقب نے رفقاء کے سامنے تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف پیش کیا، اور تنظیم اسلامی اسلام آباد جنوبی کے ناظم دعوت مدثر رشید نے بانی تنظیم اور امیر تنظیم اسلامی کا تعارف رفقاء کے سامنے رکھا۔ بعد ازاں راولپنڈی غربی کے امیر جناب علاؤ الدین نے فرائض دینی کا جامع تصور پیش کیا۔ نقیب اُسرہ راولپنڈی کینٹ ابرار احمد نے جماعت اور بیعت کی اہمیت بیان کی۔ آخر میں راقم نے تنظیم اسلامی کا ڈھانچہ اور ایک رفیق کی ذمہ داریاں رفقاء کے سامنے رکھیں۔ یہ پروگرام نماز ظہر سے پہلے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: محمد اصغر)

تنظیم اسلامی صادق آباد کا یک روزہ تربیتی اور دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام ہر مہینے کے آخری اتوار کو باقاعدگی سے دعوتی اور تربیتی پروگرام ہوتا ہے۔ اس بار یہ پروگرام 31 اگست بروز اتوار دفتر تنظیم اسلامی میں منعقد ہوا۔ مقامی امیر تنظیم جناب سجاد منصور علالت کی وجہ سے بروقت پروگرام میں شریک نہ ہو سکے۔ لہٰذا قائم مقام امیر جناب یونس بٹ نے پروگرام کنڈکٹ کیا۔ سب سے پہلے رفیق تنظیم جناب عامر شہزاد نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے قرآن و حدیث کے حوالے سے رمضان المبارک کی فضیلت بیان کی۔ درس حدیث کی ذمہ داری راقم نے ادا کی۔ اس کے بعد رفیق تنظیم پروفیسر عبدالجبار نے ''مسلمانوں کے کرنے کے اصل کام'' کے موضوع پر لیکچر دیا، جس کا دورانیہ نصف گھنٹہ تھا۔ چائے کے وقفے کے بعد نقیب اسرہ لغاری کالونی ذکاء الرحمٰن نے ''اسلام: دین یا مذہب؟'' کے حوالے سے ایک مذاکرہ کروایا۔ مذاکرہ کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔ بعد ازاں انہوں نے تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کیا اور پروگرام میں شریک ہونے والے احباب کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔ اس دوران مقامی امیر تنظیم اپنی علالت کے باوجود تشریف لے آئے۔ انہوں نے اللہ کی مخلوق کی خدمت کے حوالے سے سیر حاصل لیکچر دیا۔ بعد ازاں نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد صادق آباد کے معروف دینی سکالر اور رفیق تنظیم ڈاکٹر طاہر ابرار نے ''روزہ اور تقویٰ'' کے موضوع پر خطاب کیا جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہا۔ آخر میں بانی تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا ویڈیو خطاب دکھایا گیا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 30 رفقاء اور احباب نے شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد نسیم)

اُسرہ نوشہرہ کینٹ کا دعوتی و تربیتی پروگرام

20 ستمبر 2008ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر اُسرہ نوشہرہ کے زیر اہتمام ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کے لئے خصوصی طور پر حافظ محمد مقصود کو مردان سے بطور مدرس مدعو کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ''ایمان کے زوال کی کیفیت'' پر سورۃ الحدید کی روشنی میں گفتگو کی اور ان وجوہات کا ذکر کیا جن کی وجہ سے ایک بندۂ مومن ایمانی کمزوری سے دوچار ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اس کمزوری سے بچنے کے لیے شعوری طور پر قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ سے مضبوط تعلق استوار کرنے اور کسی اجتماعیت کا حصہ بننے پر زور دیا۔ نیز شرکاء کو تنظیم اسلامی میں شمولیت کی بھی دعوت دی۔ اس پروگرام کو رفقاء و احباب نے بہت پسند کیا اور اسے تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ درس کے بعد رفقاء و احباب کے لئے افطاری اور کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں 50 افراد نے شرکت کی، جن میں 16 رفقاء تھے جو اُسرہ نوشہرہ اور خویشگی کے تھے جبکہ 34 احباب تھے۔ (رپورٹ: جان نثار اختر)

By Shariffa Carl

Allah gave me a new life

The story of how I reverted to Islam is a story of plans. I made plans, the group I was with made plans, and Allah made plans. And Allah is the Best of Planners. When I was a teenager, I came to the attention of a group of people with a very sinister agenda. They were and probably still are a loose association of individuals who work in government positions but have a special agenda -to destroy Islam. It is not a governmental group that I am aware of, they simply use their positions in the US government to advance their cause.

One member of this group approached me because he saw that I was articulate, motivated and very much the women's rights advocate. He told me that if I studied International Relations with an emphasis in the Middle East, he would guarantee me a job at the American Embassy in Egypt. He wanted me to eventually go there to use my position in the country to talk to Muslim women and encourage the fledgling women's rights movement. I thought this was a great idea. I had seen the Muslim women on TV; I knew they were a poor oppressed group, and I wanted to lead them to the light of 20th century freedom.

With this intention, I went to college and began my education. I studied Quraan, hadith and Islamic history. I also studied the ways I could use this information. I learned how to twist the words to say what I wanted them to say. It was a valuable tool. Once I started learning, however, I began to be intrigued by this message. It made sense. That was very scary. Therefore, in order to counteract this effect, I began to take classes in Christianity. I chose to take classes with this one professor on campus because he had a good reputation and he had a Ph.D. in Theology from Harvard University. I felt I was in good hands. I was, but not for the reasons I thought. It turns out that this professor was a Unitarian Christian. He did not believe in the trinity or the divinity of Jesus. In actuality, he believed that Jesus was a prophet.

He proceeded to prove this by taking the Bible from its sources in Greek, Hebrew and Aramaic and show where they were changed. As he did this, he showed the historical events which shaped and followed these changes. By the time I finished this class, my religion had been destroyed, but I was still not ready to accept Islam. As time went on, I continued to study, for myself and for my future career, This took about three years. In this time, I would question Muslims about their beliefs. One of the individuals I questioned was a Muslim brother with the MSA. Alhamdulillah, he saw my interest in the deen, and made it a personal effort to educate me about Islam. May Allah increase his reward. He would give me dawaa at every opportunity which presented itself.

One day, this man contacts me, and he tells me about a group of Muslims who were visiting in town. He wanted me to meet them. I agreed. I went to meet with them after ishaa prayer. I was led to a room with at least 20 men in it. They all made space for me to sit, and I was placed face to face with an elderly Pakistani gentleman. Mashallah, this brother was a very knowledgeable man in matters of Christianity. He and I discussed and argued the varying parts of the bible and the Quraan until the fajr. At this point, after having listened to this wise man tell me what I already knew, based on the class I had taken in Christianity, he did what no other individual had ever done. He invited me to become a Muslim. In the three years I had been searching and researching, no one had ever invited me. I had been taught, argued with and even insulted, but never invited. May Allah guide us all. So when he invited me, it clicked. I realized this was the time. I knew it was the truth, and I had to make a decision. Alhamdulillah, Allah opened my heart, and I said, "Yes. I want to be a Muslim." With that, the man led me in the shahadah - in English and in Arabic. I swear by Allah that when I took the shahadah, I felt the strangest sensation. I felt as if a huge, physical weight had just been lifted off my chest; I gasped for breath as if I were breathing for the first time in my life. Alhamdulillah, Allah had given me a new life -a clean slate -a chance for jannah, and I pray that I live the rest of my days and die as a Muslim. Ameen.

قوم کے لیے فیصلے کی گھڑی

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ؟

☆ امریکہ پاکستان پر جنگ مسلط کرنے اور پاکستان کی سالمیت وخود مختاری کی دھجیاں بکھیرنے پر تلا ہوا ہے۔اور پاکستان کی خود مختاری کے تحفظ کی یقین دہانیاں عملی طور پر جھوٹی ثابت ہو رہی ہیں!

☆ امریکی وزیر دفاع کانگرس میں پاکستان کے قبائلی علاقوں کو امریکہ کی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دے کر پاکستانی سرحدوں کے اندر کارروائی پر مسلسل اصرار کر رہے ہیں!

☆ پاکستانی معیشت کو سنبھالا دینے کی خاطر کنسورشیم کے قیام کا اعلان کر کے پاکستان کو معاشی غلامی کے سنہرے جال میں جکڑ کر اسے دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں مزید پھنسانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے!

☆ عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی جنگ محض ڈھونگ ہے اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی یہودی سازش کا حصہ ہے۔امریکہ ہماری فوج اور عوام میں تصادم کے ذریعے پاکستان کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے کے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتا ہے۔پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا اور چین سے ہمارے جغرافیائی تعلق کو منقطع کرنا اس کا اصل ہدف ہے۔

☆ پاکستان کے اندر تخریب کاری اور دہشت گردی کے واقعات بھی اصلاً ہمارے ملک کے خلاف امریکہ کے اسی ناپاک ایجنڈے کا حصہ ہیں اور اس کا ماسٹر مائنڈ بھی دراصل امریکہ بھارت اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیاں ہیں جو پاکستان کے وجود کو مٹانے کے لیے یہاں سرگرم عمل ہیں!

لهذا حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ

پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور اس کے اسلامی تشخص کی حفاظت کی خاطر

فوری طور پر **درج ذیل اقدامات** کرے!

(1) امریکی اتحاد سے علیحدگی کا فی الفور اعلان کیا جائے اور پاکستانی سرحدوں کے اندر امریکی کارروائی کا ہمت کے ساتھ بھرپور جواب دیا جائے۔

(2) اگر امریکہ باز نہ آئے تو جواباً پاکستان کی سرزمین سے امریکہ اور نیٹو افواج کے لیے سامانِ رسد کی ترسیل کا سلسلہ بلا تاخیر منقطع کیا جائے۔

(3) پوری قوم بشمول حکمران طبقہ امریکی غلامی سے نکل کر اپنے حقیقی خالق و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی غلامی اور وفاداری کو اپنا شعار بنائے تا کہ امریکہ اور نیٹو جیسی عالمی طاقتوں کے مقابلے میں کائنات کی عظیم ترین قوت کی نصرت وحمایت ہمیں حاصل ہو سکے!

تنظیم اسلامی پاکستان

مرکزی دفتر 67۔علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 042-6366638